

# کرامات صحابہ

صحیح اور مستند احادیث سے صحابہ کرام علیہم السلام  
کی کرامات جمع کی گئی ہیں۔ عربی احادیث  
کے ساتھ اردو ترجمہ دیا گیا ہے

مؤلف

مولانا أحمد حسن سنہلی رحمہ اللہ

مبہمنا

عظیم الانت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

۱۳۸۰ - ۱۳۶۲ھ



ڈیپوٹیشن ایڈمنسٹریشن

مولانا احمد حسن صاحب سنبھلی رَحْمَةُ اللهِ

صاحب منشا

عظیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

۱۲۸۰ - ۱۳۶۲ھ  
۱۸۶۳ - ۱۹۴۳ء

صحیح اور مستند احادیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
کی کرامات جمع کی گئی ہیں۔ عربی احادیث  
کے ساتھ اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔

کراماتِ

الذی

صلی اللہ علیہ وسلم



ڈیفنڈر ایڈیٹر ایجوکیشنل ٹرسٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گزارش:

الحمد للہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

البیہقی دینی پبلیشر اینڈ ایکوکیٹل ٹرسٹ

برائے خط و کتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔



کتاب کا نام : کراماتِ مصابہ

مؤلف : مولانا احمد حسن صاحب سنہلی

قیمت برائے قارئین : فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : 1438ھ / 2017ء

ناشر : البیہقی دینی پبلیشر اینڈ ایکوکیٹل ٹرسٹ

9/2 سیکٹر 17، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

فون نمبر : (+92) 21-35121955-7

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk

www.albushra.org.pk

ای میل : info@maktaba-tul-bushra.com.pk

info@albushra.org.pk

ملنے کا پتہ : البیہقی دینی پبلیشر اینڈ ایکوکیٹل ٹرسٹ (دفتر)، کراچی۔ پاکستان

موبائل نمبر : 0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504,

0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۱	کرامتِ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۵	تقریظ
۵۱	کرامتِ حضرت اُسید بن خضیر و عباد بن بشر رضی اللہ عنہ	۶	پیش لفظ
۵۲	کرامتِ پدرِ حضرت جابر رضی اللہ عنہ	۹	کرامتِ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۵۳	کرامتِ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم	۱۴	کرامتِ خلیفہ دوم فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۵۴	کرامتِ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا	۲۵	کرامتِ حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ عنہ
۵۴	کرامتِ سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۸	کرامتِ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۵۶	کرامتِ سیدنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۳۴	کرامتِ سبطِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
۵۸	کرامتِ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۳۸	کرامتِ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
۶۲	کرامتِ حضرت اُسید بن خضیر رضی اللہ عنہ	۴۰	کرامتِ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
۶۴	کرامتِ بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳	کرامتِ حضرت حُجیب رضی اللہ عنہ
۶۴	کرامتِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۴۵	کرامتِ حضرت حاصم رضی اللہ عنہ
۶۵	کرامتِ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ	۴۶	کرامتِ حضرت انس رضی اللہ عنہ
۶۶	کرامتِ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ	۴۷	کرامتِ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۶۷	کرامتِ حضرت زید بن خارجه بن زید بن ابی زبیر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ	۴۸	کرامتِ حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ
۶۹	کرامتِ حضرت ابو واقد لیس رضی اللہ عنہ	۵۰	کرامتِ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	کرامت حضرت سلمان و ابو درداء رضی اللہ عنہما	۶۹	کرامت حضرت سہل بن خنیف رضی اللہ عنہ
۷۳	کرامت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۶۹	کرامت حضرت ابو بردہ و یثار رضی اللہ عنہ
۷۴	کرامت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	۷۰	کرامت حضرت سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ
۷۵	کرامت حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ	۷۰	کرامت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
۷۵	کرامت حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ	۷۰	کرامت زن صالحہ رضی اللہ عنہا
۷۶	کرامت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۷۱	کرامت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
۷۷	کرامت حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	۷۱	کرامت حضرت جعد بن قیس رضی اللہ عنہ
۷۷	کرامت ایک جن صحابی کی	۷۲	کرامت حضرت ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ
۸۰	تمام شدہ		کرامت حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ
		۷۲	

## تقریظ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد حمد و صلوٰۃ میں نے اس رسالہ کو خود مؤلف (مولوی احمد حسن صاحب) سے حرفاً حرفاً سنا اور جا بجا ضروری اور مفید مشوروں سے متفق طور پر کمی بیشی کی گئی۔ اس کتاب سے میرا دل اس لیے زیادہ خوش ہوا کہ اس مضمون کو مدت ہوئی ضروری سمجھ کر خود لکھنا چاہا تھا مگر ہجوم مشاغل سے وقت نہ ملا تو اس ضرورت کو پوری ہوتے دیکھ کر جس قدر خوشی ہو تھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع فرمائیں۔

ناظرین ترجمہ میں طرز جدید یعنی غلبہ اتباع محاورہ کا انتظار نہ فرمائیں، مقصود پر نظر رکھنا چاہیے۔ میرے خیال میں اتباع محاورہ میں لسان منقول الیہ کی رعایت ہے اور لفظی ترجمہ میں زبان منقول عنہ کی حلاوت ہے کہ اس میں اصل کا لطف آ جاتا ہے۔  
وللناس فیما یعشقون مذاہب۔

کتبہ  
اشرف علی

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ

[۳۵ اپریل ۱۹۱۴ء]

## پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ  
أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ  
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا  
كَثِيرًا كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ.

اما بعد! پس گزارش کرتا ہے افقر العبد إلى رحمة العلي الكبير سيد احمد حسن  
سنبلی حنفی چشتی اہل فہم و بصیرت کی خدمت میں کہ نصوص قطعیہ و سنن نبویہ سے یہ امر یقیناً  
ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ارضاہم تمام امت محمدیہ  
سے افضل ہیں۔ اور اہل تحقیق کا اس امر پر اجماع ہے کہ کوئی ولی اگرچہ وہ اعلیٰ رتبے پر ہو کسی  
ادنیٰ صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا، اور یہ برکت ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت بابرکت  
کی۔ وہ صحبت مبارکہ کہاں سے آوے جس سے اولیاء اللہ علیہم کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ حاصل ہو۔  
﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ مگر باوجود اس کے اس زمانے میں اکثر عوام کو  
دیکھا جاتا ہے کہ جس قدر اعتقاد ان کو پچھلے صلحا اور اولیا کے ساتھ ہے اس کا نصف بھی صحابہ  
سے نہیں۔ جہاں تک غور کیا گیا اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ ان لوگوں نے کمال کو کرامات و  
خوارق عادات میں منحصر سمجھ لیا ہے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامتیں کم سنی گئی ہیں، اس وجہ  
سے ان حضرات کو اس درجہ کا صاحب کمال نہ سمجھا کہ جس درجہ کے وہ حضرات باکمال تھے، اسی  
لیے اعتقاد میں بھی کمی ہوئی۔ ہر چند کہ محققین صوفیہ کی تصریح سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ  
کمال حقیقی اور چیز ہے۔ کشف و کرامت کی اس کے رو بہ رو کچھ حقیقت نہیں اور وہ چیز

استقامت علی الدین ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے: **الْإِسْقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ**، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا شریعت ظاہرہ اور طریقہ باطنہ اور احوال رفیعہ میں مستقیم ہونا کس کو معلوم نہیں۔ اور اس مضمون کو تحقیق اور تفصیل کے ساتھ حضرت مجدد الامۃ مصلح الملتہ علامہ زماں قطب دوراں مولانا حافظ حاجی شاہ قاری اشرف علی صاحب نے ”کرامات امدادیہ“ میں اچھی طرح ادا فرمایا ہے۔ اس جگہ مختصر عرض کیا جاتا ہے، کیوں کہ یہاں اصل مقصود نقل کرامات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اور بس، اور استقامت کو کرامات معنویہ کہتے ہیں، فی الواقع حقیقی اور مقصود کرامت یہی ہے، چنانچہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص دس سال رہا اور دس سال کے بعد عرض کیا کہ حضرت! میں نے آپ سے کسی کرامت کا صدور نہیں دیکھا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جوش میں آکر فرمایا کہ اس مدت میں مجھ سے کوئی گناہ بھی دیکھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہوگی۔ یہ تھے اہل علم اور اہل تصوف اور اہل تحقیق کہ بالکل قرآن مجید کے مطابق جواب ارشاد فرمایا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ﴾

یعنی بے شبہ بڑی کرامت و عظمت والام میں کا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

معلوم ہوا کہ مدارِ تقرب فقط تقویٰ ہے لا غیر، دوسرے یہ کہ اکثر خوارق ثمرہ کثرت مجاہدہ و ریاضت کا ہوتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ کمال قابلیت و قوت فطرت و برکت و صحبت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ ریاضت کی حاجت نہیں ہوئی، اس لیے خوارق کا بکثرت ان حضرات سے صادر نہ ہونا تعجب کی بات نہیں۔ تیسرے بقول حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کرامت کا ظہور تقویت یقین اہل زمانہ کے لیے ہوتا ہے، چوں کہ بابرکت قرب زمانہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خیر القرون میں یقین و ایمان کمال درجہ حاصل تھا اس لیے اس حجت و دلیل کی چنداں حاجت نہ تھی۔ جوں جوں زمانہ برکت مآب صلی اللہ علیہ وسلم دور ہوتا گیا برکات میں

۱۔ یعنی دین پر سیدھا رہنا اور اس کو مضبوط پکڑنا اور گناہوں کی لغزش سے باز رہنا۔ ۲۔ الأحزاب: ۱۳

۳۔ هذا القول أورده العلامة الياضي في "روض الرياحين"، وحنبل جد أحمد لا أبوه.



کمی پیدا ہوتی گئی اور ایمان میں ضعف ہوتا گیا۔ برہانِ تقویت کا ظہور قرینِ حکمت ہوا۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقرب الی السنۃ وہی حالت ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت تھی۔ اس لیے کہ وہاں ضعفِ ایمان نہ تھا جس کی تقویت کی حاجت ہوتی، اور ظاہر ہے کہ یہ حالت اقرب الی السنۃ ہے۔ چوتھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات نقل کرنے میں محدثین نے صحتِ روایت کی بہت شرطیں مقرر کیں اور اس قدر اہتمام کیا کہ بمقدور احوالِ صحیحہ سے اطلاع ہو، رطب و یابس اقوال سے اعلیٰ درجہ کا پرہیز کیا، بخلاف حکایاتِ اولیائے متاخرین کے کہ ان کے نقل کرنے میں اس قدر احتیاط اور تنقیح نہیں کی گئی، اور شدتِ شرائطِ صحت کے لیے قلتِ روایت امر لازم ہے۔ و نیز چوں کہ اصل مقصود دین میں احکام ہیں اس لیے بھی محدثین نے بہ نسبت نقلِ حکایات کے روایتِ سنن کا زیادہ اعتنا فرمایا، مگر چوں کہ یہ وجوہ بعض عوام کے لیے تسلی بخش نہیں ہیں تاوقتے کہ ان کو کچھ کرامتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی نہ بتلائی جائیں، اس لیے حسبِ ارشاد فیض بنیاد حضرت والا مجددِ دوراں قطبِ زمان سیدی و محبوبی و مرشدی مولوی شاہ اشرف علی صاحب اس حققر نے شرع کیا۔ حق تعالیٰ بطریق احسن تمام فرمادیں۔

قارئین سے حسبہ اللہ اپنے واسطے دعائے مغفرت و حصولِ مقاصد کا طالب ہوں۔ واضح ہو کہ اس کتاب کا خطبہ عرصہ ہوا کہ حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا اور ایک صاحب سے کچھ متفرق مضامین بھی جمع کرائے تھے لیکن بوجہ عدیمِ الفرستی حضرت کے دستِ مبارک پر یہ کام نہ ہو سکا۔ اس خطبہ میں بہت سے مضامین خطبہ مذکورہ کے باختصار و بتعیر مناسب بندہ نے درج کیے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

## کرامات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱. أَخْرَجَ مَالِكٌ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نَحَلَهَا جِدَادَ عَشْرِينَ وَسَقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: يَا بُنَيْتَا وَاللَّهِ مَا مِنْ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ غَنَى مِنْكَ وَلَا أَعَزَّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكَ، وَإِنِّي كُنْتُ نَحْلُكُ جِدَادَ عَشْرِينَ وَسَقًا فَلَوْ كُنْتُ جَدَّدْتُهِ وَاحْتَرَزْتُهِ كَانَ لَكَ، وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالٌ وَارِثٌ، وَإِنَّمَا هُوَ أَخَوَاكَ وَأُخْتَاكِ فَأَقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، فَقَالَتْ: يَا بَتِ! وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنْ الْأُخْرَى؟ قَالَ: ذُو بَطْنٍ ابْنَةُ خَارِجَةَ أَرَاهَا جَارِيَةً. وَأُخْرَجَةُ ابْنُ سَعْدٍ، وَقَالَ فِي آخِرِهِ: قَالَ: ذَاتُ بَطْنٍ ابْنَةُ خَارِجَةَ قَدْ أُلْقِيَ فِي رُوعِي أَنَّهَا جَارِيَةٌ فَاسْتَوْصِي بِهَا خَيْرًا فَوَلَدَتْ أُمَّ كُلثُومَ ۝

امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیس (یعنی ساٹھ صاع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں میں لگی تھیں بہہ کی تھیں اور اپنی وفات سے پہلے ہی فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! مال و دولت کے باب میں مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں، اور مجھے تمہاری حاجت مندی بھی پسند ہے۔ لاریب بیس و سق کھجوریں میں نے تمہیں بہہ کی تھیں۔ اگر تم نے انہیں توڑ کر اکٹھا کر لیا ہوتا تو وہ تمہاری مملوک ہو جاتیں، لیکن اب وہ تمام وارثوں کا مال ہے جس میں تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں شریک ہیں۔ بس اس کو تم قرآن کریم کے احکام کے موافق تقسیم کر لو۔ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابا جان! اگر بہت زیادہ بھی ہوتیں تب بھی میں اس بہہ سے دست بردار ہو جاتی، لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو صرف ”اسماء“ ہے۔ یہ دوسری کون؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بہت خارجہ کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے۔

اس واقعہ کو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح روایت کیا ہے کہ بنت خارجہ کے پیٹ کی لڑکی کو میرے دل میں القا کیا گیا ہے۔ یعنی میری بیوی بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہی ہے۔ پس میری اس نصیحت و وصیت کو قبول کرو۔ بالآخر جناب اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

اس وصیت سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی الہامی کرامت ثابت ہوتی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کے پیٹ ہی میں جناب اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے وجود کو معلوم کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہاری بہن موجود ہے۔

۲. أَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قِصَّةً، وَفِيهَا: ثُمَّ قَالَ (أَيُّ أَبُوبَكْرٍ): فِي أَيِّ يَوْمٍ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، قَالَ: أَرَجُوْهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ فَتُوُفِّيَ لَيْلَةَ الثَّلَاثَاءِ وَذَفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبَحَ. ابو يعلى رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ کے تحت میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے کس دن رحلت فرمائی؟ انھوں نے کہا: پیر کے دن۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات کے بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منگل کی رات میں داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے ہی پہلے آپ دفن کیے گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ دوسری کرامت ہے کہ آپ نے جو حکم لگایا تھا اسی وقت وفات پائی۔ اگرچہ زہوق روح شب میں ہوا لیکن وفات کے مقدمات بعینہ دن ہی میں واقع ہوئے جو موت کے حکم میں ہیں۔

۳. أَخْرَجَ (أَيُّ ابْنِ سَعْدٍ) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا مَاتَ ارْتَجَّتْ مَكَّةُ فَقَالَ أَبُو قُحَافَةَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: مَاتَ ابْنُكَ، قَالَ: رَزَاءٌ جَلِيلٌ الْخ. ۱

جناب ابن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت مکہ معظمہ ہلکھلایا۔ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد

جناب ابوقافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ زلزلہ کیا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحب زادہ نے جام رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر جناب ابوقافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

آپ لوگوں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کانپا، تھرایا اور زلزلہ پذیر ہو کر آپ کی کرامت کا ظہور ہوا۔

۴. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ: فَدَعَا (أَيُّ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرِفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ لِأَمْرَأَتِهِ: يَا بَخْتُ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هَذَا؟ قَالَتْ: قُرَّةٌ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا بَ (متفق عليه)

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک بڑے قصہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کی دعوت کی اور خود بھی شریک طعام تھے جس میں ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا اور مشاہدہ میں بھی آرہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھتا جاتا گویا اور پیدا ہو جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے (جو بنی فراس کے قبیلہ کی تھیں) فرمایا: اے ہمشیرہ بنی فراس! یہ کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے جواباً عرض کیا: اے آنکھوں کا سکھ کلچر کی ٹھنڈک! اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ چنانچہ ان سبھوں نے خوب یہ کھانا کھایا اور رسالتِ مآب ﷺ کی خدمت میں بھی روانہ کیا جسے حضور ﷺ ہادی کل نے بھی جان نوش فرمایا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور برکت کا یہ طفیل تھا بلکہ آپ کی کرامت کا ادنیٰ ظہور تھا کہ تھوڑا سا کھانا تمام مہمانوں نے کھایا جس میں برابر اضافہ ہی ہوتا رہا۔

۵. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَاهُ ثَقِيلًا فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يُخْبِرُهَا

بَوَّجِعَ أَبِي بَكْرٍ ؓ، إِذْ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ؓ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّ يَدْخُلُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ مُتَعَجِّبٌ لِمَا عَجَّلَ اللَّهُ فِيهِ مِنَ الْعَافِيَةِ، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي فَعُوفِيْتُ فَأَتَانِي جَبْرِئِلُ فَسَعَطَنِي سَعْطَةً فَقُمْتُ وَقَدْ بَرَأْتُ. مَعْرُوفٌ لِابْنِ أَبِي الدُّنْيَا وَابْنِ عَسَاكَرٍ ۚ

محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور پر نور سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا اور پھر اس بیماری کی اطلاع کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی علالت کو بیان ہی فرما رہے تھے کہ عین اسی وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہادیٰ کل کے در دولت پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔ جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابا جان تو آرہے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ اس بات سے کہ شافی مطلق نے اتنی جلدی اچھا کر دیا تعجب فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور! جوں ہی میرے پاس سے نکلے جبریل امین نے آکر مجھے ایک دوا سنگھائی اور میں تندرست ہو گیا۔ اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بھی آپ نے دیکھی کہ ایک ہی لمحہ میں بیماری سے صحت یاب ہو گئے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ احکاماتِ الہیہ کو حاصل کر لیا۔

۶. عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ ؓ يَسْمَعُ مُنَاجَاةَ جَبْرِئِلَ النَّبِيِّ لَا يَرَاهُ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ فِي الْمَصَاحِفِ، كَذَا قَالَ ابْنُ عَسَاكَرٍ ۚ

ابو جعفر سے روایت کی گئی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کی سرگوشیوں کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنتے تھے اور ان کو دیکھتے نہیں تھے۔ اس کو مصاحف میں بھی ابن ابی داؤد نے لکھا ہے اور حافظ محدث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

۷. فِي قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَّةِ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ: فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَلَسْتُ نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَاعْدُونَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدِّيْنَ فِي

دِينَنَا اِذْنُ؟ قَالَ: اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَلَسْتُ عَاصِيَهٗ وَهُوَ نَاصِرِي، قُلْتُ: اَوْ لَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا اِنَّا سَنَاتِي الْيَتَّ وَتَطُوْفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، اَفَاخْبَرْتُكَ اَنَّكَ تَاتِيهِ الْعَامُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاِنَّكَ آتِيَهٗ وَمَطُوْفُ بِهِ، قَالَ: فَاتِيْتُ اَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَا اَبَا بَكْرٍ! اَلَيْسَ هَذَا نَبِيُّ اللّٰهِ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوْنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: فَلِمَ نُعْطِي الدِّيْنَةَ فِي دِينِنَا اِذْنُ؟ قَالَ: اَيُّهَا الرَّجُلُ! اِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَلَنْ يُعْصِيَ رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغُرْزِهِ، فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ، فَقُلْتُ: اَلَيْسَ يُحَدِّثُنَا اِنَّا سَنَاتِي الْيَتَّ وَتَطُوْفُ بِهِ؟ قَالَ: بَلَى، اَفَاخْبَرْتُكَ تَاتِيهِ الْعَامُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَاِنَّكَ آتِيَهٗ وَمَطُوْفُ بِهِ، قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ اَعْمَالًا ۚ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابُو دَاوُدَ.

حدیبیہ سے متعلق مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں ہوں۔ پھر میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: تو ہم اپنے دین کے بارے میں اب ذلت کیوں گوارا کریں؟ یعنی جب کہ ہم حق اور سچائی پر قائم ہیں تو وہ صلح جو مصحف کر لی گئی ہے اسے برقرار کیوں رکھیں۔ اس پر سرکار ﷺ کا ارشاد ہوا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتا، وہ ہماری مدد کرنے والا ہے اور انجام کار ہمیں غلبہ دے گا۔ پھر میں نے کہا: آپ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عن قریب بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ اس پر سرکار ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ ہم اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ اس پر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یقیناً یہاں آؤ گے اور بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ سرور عالم ﷺ کیا اللہ تعالیٰ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: بے شک ہیں۔ میں

نے کہا: کیا ہم حق و راستی پر اور ہمارے دشمن کج راہی اور باطل پر نہیں ہیں؟ انھوں نے فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے پھر کہا: تو اس وقت جب کہ ہم راستی پر ہیں اور مخالف ناحق پر تو دین کے بارے میں اس صلح کو برقرار رکھ کر ذلت کیوں اختیار کریں؟ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اے مرد خدا! سن، سرورِ عالم ﷺ بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور کبھی بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور ان کو غلبہ دینے والا ہے۔ پس تم ان کے احکام کی سختی سے تعمیل کرتے رہو، کیوں کہ اللہ کی قسم وہ راستی اور حق پر گامزن ہیں۔ پھر میں نے اور دریافت کیا کہ کیا انھوں نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ آ کر اس کا طواف کریں گے؟ جس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے کیا یہ بھی فرمایا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عن قرب بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس جرأت دریافت کے تدارک کے لیے بہت سے نیک اور صالح اعمال کیے۔

جس کو بخاری اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب لفظ بہ لفظ بالکل رسالت مآب ﷺ کے جواب کے برابر پایا جانا بالعموم لوگوں کی عادتوں کے خلاف ہے، اس لیے یہ بھی آپ کی کرامت تصور کی گئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور برکت کا طفیل تھا بلکہ درحقیقت آپ کی کرامت تھی کہ اپنی کرامتوں اور خرق العادت کاموں کو دوسروں پر واضح الفاظ میں بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ خود کو ادنیٰ بندہ کہتے اور اکثر اوقات اپنے اقوال و کردار سے کرامتوں کا اظہار فرماتے تاکہ تمام لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔

کرامات خلیفہ دوم فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۸. أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُّحَدِّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ

فَبَإِنَّهُ عَمْرٌ، أَيْ مُلْهُمُونَ. ۱؎ وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ: وَإِنَّهُ لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ فِي أُمَّتِهِ مُحَدَّثٌ، وَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عَمْرٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ مُحَدَّثٌ؟ قَالَ: تَتَكَلَّمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى لِسَانِهِ. إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. ۲؎

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلی امتوں میں ایسے لوگ تھے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باتیں القا کی جاتی تھیں۔ یعنی انھیں الہام ہوتا تھا، اور میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ نیز علامہ طبرانی رحمہ اللہ نے کتاب ”الاوسط“ میں جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ایک لمبی مرفوع حدیث کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امت پر کوئی نبی بھیجا تو اس امت میں کوئی نہ کوئی ملہم ضرور ہوتا تھا۔ یعنی اس نبی کی آمد سے قبل اس امت میں ایسی شخصیت ضرور ہوتی تھی جس پر پروردگار الہام فرماتے رہتے تھے، اور اگر ان الہامات الہی سے سرفراز ہونے والا کوئی شخص میری امت میں ہے تو وہ عمر ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس استفسار پر کہ محدث و ملہم کی کیفیت کیا ہوتی ہے رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا کہ اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں۔

یعنی اس شخص ملہم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ فرشتے اس سے جو کچھ کہتے ہیں وہ فرشتوں کی کبھی ہوئی باتوں کو انسانوں سے کہہ دیتا ہے اور کوئی بات اپنی طرف سے کسی سے بھی نہیں کہتا۔ اس حدیث کی سند حسن یعنی معتبر ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا صاحب الہام ہونا آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے، اور ان دونوں حدیثوں میں لفظ ”إِنْ يَكُنْ“ یعنی ”اگر“ کا لفظ اس لیے لایا گیا ہے تاکہ انتہائی وثوق ظاہر ہو اور کلام میں قوت پیدا ہو، جیسے کوئی شخص اپنے کچے دوست سے یوں کہے کہ اگر دنیا میں میرا کوئی یار ہے تو تم ہو۔ اس جملہ سے کسی سمجھ دار کو اس کی یاری



اور دوستی میں وہم اور شک پیدا نہیں ہوتا، بلکہ بے انتہا و پکی دوستی کو ظاہر کرتا ہے۔ جب کہ پچھلی امتوں میں صاحبانِ الہام ہوا کرتے تھے تو ملتِ اسلامیہ جو باعتبارِ علم و فضل افضل تر ہے اس نعمتِ الہام سے زیادہ تر مشرف ہوئی۔ ان دونوں حدیثوں میں کوئی لفظ تو کیا کوئی نقطہ تک ایسا نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے پر منحصر اور دلالت کرتا ہو۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صاحبِ الہام ہونا پہلے بیان کیا جا چکا ہے جو بالکل صحیح ہے، اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر الہامات کی بارش آپ کے اوصافِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہے۔ نیز ہر شخص پر واضح ہے کہ تقریباً بائیس مقامات ایسے ہیں جہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے فرمان پروردگار کے عین موافق تھی جن کا تذکرہ قرآن کریم اور احادیث میں موجود ہے۔ تفصیل کے لیے تاریخ الخلفاء صفحات (۲۸۷ تا ۲۸۹) دیکھیے۔

۹. أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ ۖ وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ مِنْ طَرِيقٍ بَرِيدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرُقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ ۖ  
امام ترمذی رحمہ اللہ نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: البتہ میں نے انسانوں، جناتوں اور شیطانوں کو دیکھا کہ وہ عمر کے خوف سے بھاگ گئے۔  
اور امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! البتہ تم سے شیطان تک ڈرتا ہے۔

۱۰. عَنْ ابْنِ عُمَرَ ۖ قَالَ: وَجَّهَ عُمَرُ جَيْشًا وَرَأْسَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَّةَ، فَيُنَادِي: يَا سَارِيَّةُ الْجَبَلُ، ثَلَاثًا، ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَزِمْنَا فَيُنَادِي: يَا سَارِيَّةُ الْجَبَلُ، ثَلَاثًا، فَاسْتَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ، فَهَزِمَهُمُ اللَّهُ، قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذَاكَ، وَذَلِكَ الْجَبَلُ الَّذِي كَانَ سَارِيَّةُ عِنْدَهُ بِنَهَاوَنَدَ

مِنْ أَرْضِ الْعَجَمِ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي "الإِصَابَةِ": إِسْنَادُهُ حَسَنٌ بَلَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جناب ساریہ کی قیادت میں جہاد کی غرض سے ایک لشکر روانہ فرمایا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اپنے اسی نیکچر کے دوران میں فرمانے لگے: اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔ آپ نے تین دفعہ اسی طرح فرمایا، کیوں کہ پہاڑ کی طرف ہٹ جانے سے مسلمانوں کے غالب ہو جانے کی امید تھی۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس فوج کا قاصد آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے لڑائی کا حال پوچھا۔ قاصد نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! ایک دن شکست کھانے ہی والے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جا۔ اس آواز کو ہم نے تین مرتبہ سنا اور ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کر کے سہارا لیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو شکست فاش دی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا: جیسی تو آپ جمعہ کے دن خطبہ کے درمیان اسی لیے چیخ رہے تھے۔ اور یہ پہاڑ جہاں جناب ساریہ رضی اللہ عنہا اور ان کی فوج تھی مشرق کے شہر نہاد میں تھا۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے "إِصَابَةِ" میں اس کو حدیث معتبر قرار دیا ہے۔

۱۱. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَجُلٍ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: جَسْمَرَةٌ، قَالَ: ابْنُ مَنْ؟ قَالَ: ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: مِمَّنْ؟ قَالَ: مِنَ الْحُرِّقَةِ، قَالَ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ، قَالَ: الْحَرَّةُ، قَالَ: بَابُهَا؟ قَالَ: بِهَذَاتِ نَطْيٍ؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَذْرَكَ أَهْلَكَ فَقَدْ احْتَرَقُوا فَوَجَعَ الرَّجُلُ فَوَجَدَ أَهْلَهُ قَدْ احْتَرَقُوا. أَخْرَجَهُ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ بَشْرَانَ فِي فَوَائِدِهِ وَمَالِكٌ فِي "الْمَوْطَأِ" عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ نَحْوَهُ، وَأَخْرَجَهُ ابْنُ دُرَيْدٍ فِي "الْأَخْبَارِ الْمَشْهُورَةِ" وَابْنُ الْكَلْبِيِّ فِي "الْجَامِعِ" وَغَيْرُهُمْ بَلَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا: جمرہ (بمعنی چنگاری)، پھر آپ نے استفسار فرمایا کہ تمہارے باپ

کا نام؟ اس نے جواب دیا: ابن شہاب (بمعنی شعلہ)، پھر پوچھا کہ تم کس قبیلہ کے فرد ہو؟ اس نے کہا: حرقہ (بمعنی سوزش)، پھر آپ نے فرمایا: تمہاری بود و باش کی جگہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: حرہ (یعنی گرمی)، اور دوبارہ دریافت پر کہ حرہ کے کس حصہ میں سکونت پذیر ہو؟ اس شخص نے کہا کہ ذاتِ نعلی (بمعنی شعلہ والا) میں۔ اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جا اپنے کنبہ کی خبر لے کہ وہ سب جل کر سوخت ہو گئے، چنانچہ اس آدمی نے لوٹ کر اپنے کنبہ والوں کو سوختہ ساماں پایا۔

اس تاریخی واقعہ کو ابوالقاسم بن بشران نے ”فوائد“ میں اور جناب مالک رحمہ اللہ نے بروایت یحییٰ بن سعید ”موطا“ میں اور ابن درید نے ”اخبار مشہورہ“ میں اور ابن کلبی نے ”جامع“ میں بیان کیا ہے۔

۱۲. أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ ۖ قَالَ: إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لِيُحَدِّثَ عُمَرَ بِالْحَدِيثِ فَكَذَبَهُ الْكَذِبَةُ فَيَقُولُ: أَحْبَسْ هَذِهِ، ثُمَّ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَيَقُولُ: أَحْبَسْ هَذِهِ، فَيَقُولُ لَهُ: كُلُّ مَا حَدَّثْتُكَ حَقًّا إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي أَنْ أُحْبِسَهُ. وَأَخْرَجَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: إِنْ كَانَ أَحَدٌ يَعْرِفُ الْكِذْبَ إِذَا حَدَّثَ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ۚ

جناب ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا جو دورانِ گفتگو میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جب کوئی خاص جھوٹی بات کہتا تو آپ فرماتے: اس بات کو یاد رکھنا۔ پھر باتیں کرنے لگتا، اور پھر جب کوئی جھوٹ بات کہتا تو آپ اس کو ٹوک کر فرماتے: اس بات کو بھی یاد رکھنا۔ آخر کار اس شخص نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری تمام گفتگو میں جہاں جہاں ٹوک کر آپ نے اس بات کو یاد رکھنا فرمایا ہے بس یہ جھوٹی ہیں اور باقی پوری باتیں ٹھیک اور سچی ہیں۔

حافظِ حدیث جناب ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جھوٹی بات کو پہچانا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا حق تھا۔

ہر جھوٹی بات پہچان لینا یہ آپ کا سچا ادراک بلکہ درحقیقت کشف فراست تھا جو خرقی عادت ہے اور آپ کی کرامتوں کا مظہر ہے۔ اس شبہ کا جواب کہ بعض عقل مند بھی قرآن سے ایسی باتیں معلوم کر لیتے ہیں جن کو خرقی عادات کہا جاسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عقل مندوں کا اندازہ صرف تحقیق پر مبنی ہوتا ہے اور ان کا قیاس بیشتر اوقات اس لیے صحیح نہیں ہوتا کہ وہ فراست کشفیہ کے مالک نہیں ہیں اور فراست کشفیہ میں کسی قرینہ کے تحقیق کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ ایسے کاشف کو خود بہ خود ضروری علم حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز چوں کہ کشف کو شرعی حجت قرار نہیں دیا گیا اس لیے محض کشف کی بنیاد پر کسی سے بدگمانی کرنا بھی جائز نہیں رکھا گیا ہے۔ پس جس صورت میں کشف پر عمل کرنے سے کوئی عذر شرعی لازم آئے تو ایسے کشف پر عمل نہ کیا جائے بلکہ اسباب ظاہری کی تحقیق پر جو نتیجہ ہاتھ آئے اس پر کاربند ہونا چاہیے۔

۱۳. أَخْرَجَ النَّبِيُّ فِي "الدَّلَائِلِ" عَنْ أَبِي هَذَبَةَ الْجُمُصِيِّ قَالَ: أَخْبَرَ عُمَرُ بَأَنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ قَدْ حَصَبُوا أَمِيرَهُمْ، فَخَرَجَ غَضَبًا فَصَلَّى فَسَهَا فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ قَدْ لَبَسُوا عَلَيَّ فَاَلْبَسْ عَلَيْهِمْ وَعَجِّلْ عَلَيْهِمُ بِالْغَلَامِ الثَّقَفِيِّ يَحْكُمُ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَقْبَلُ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلَا يَتَجَاوَزُ عَنْ مُسِيئِهِمْ، قُلْتُ: أَشَارَ بِهِ إِلَى الْحُجَّاجِ. قَالَ ابْنُ لَهْيَعَةَ: وَمَا وَلَدَ يَوْمَئِذٍ

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب "الدلائل" میں بروایت ابی ہذبہ جمصی بیان کیا ہے کہ عراقیوں کے اپنے حاکم اعلیٰ کو سنگ سار کرنے کی خبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو ان کی یہ ناشائستہ حرکت سن کر آپ کو غصہ آیا اور آپ نے نماز ادا فرمائی جس میں آپ کو سجدہ سہولازی ہو گیا۔ آپ نے نماز ختم کر کے دعا کی کہ اے اللہ! ان ظالم عراقیوں نے مجھے شبہ میں ڈال دیا جس سے میری نماز میں سہو ہو گیا۔ اے بار خدایا! تو ان کو بھی شبہ میں ڈال دے اور تو عمر ثقفی کی حکومت کو ان پر جلدی سے مسلط کر دے تاکہ ان پر زمانہ جاہلیت جیسی حکومت نظر آئے۔ نیک و بد کی مطلق تمیز نہ کرنے والی رعایا پر یہ نئی حکومت اپنا حکم چلائے اور ان کی برائیوں سے

درگذر کر کے ان کی اچھائیوں کو شرف قبول بھی نہ دے۔ علامہ کہتے ہیں کہ اس نئی حکومت سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مراد حجاج سے تھی۔ ابن لمیعہ کا بیان ہے کہ حجاج اس تاریخ تک پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا غصہ کی حالت میں ان ظالم عراقیوں کے لیے بددعا کرنا جس سے بددعا کا غالب گمان واضح ہے کہ یہ بددعا دراصل دعویٰ اور مقابلہ کے عنوان اور طریق پر ہے اور اس صورت میں اس قسم کی دعا کرنا درست اور جائز ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ آپ کی ہر دعا کا قبول ہونا خرقی عادت اور کرامت ہے۔

۱۴. أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الْجَنَّةَ نَاحِثٌ عَلَى عُمَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ حَسْرَتُ آيَاتٍ بِرَجَاتٍ نَفْسُهُ فِي غَمٍّ كَثِيرٍ وَأُورِثَ نَحْوَهُ.

۱۵. أَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعَ صَوْتَ بِجَبَلٍ تَبَالَهَ حِينَ قُتِلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

لَيْلِكَ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا  
فَقَدْ أَوْشَكُوا صَرُغِي وَمَا قَدِمَ الْعَهْدُ  
وَأَذْبَرَ الدُّنْيَا وَأَذْبَرَ خَيْرَهَا  
وَلَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ يُوقِنُ بِالْوَعْدِ ۝

حضرت حاکم رحمۃ اللہ نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے تو جبل تبالہ سے یہ آواز آئی: اسلام سے محبت رکھنے والے کو اسلام کی حالت پر رونا چاہیے۔ اسلامی زمانہ اگرچہ پرانا نہیں لیکن اہل اسلام پھڑ گئے اور مسلمانوں میں ضعف نمودار ہو گیا۔ دنیا کی اچھائیوں اور دنیا والوں نے اسلام سے منہ موڑ لیا اور جس کو موت کا یقین ہے وہ تو اس دنیا میں ملول اور رنجیدہ ہی رہتا ہے۔

چوں کہ دنیاوی نعمتیں فنا ہونے والی ہیں اور آخرت میں حشر و نشر اور بقا پیش آنے والی

ہے اس لیے اس دنیا میں عقل مندوں کو سکونِ جامد جس کو چین اور سکھ کا نام دیا گیا ہے ہرگز ہرگز نہیں مل سکتا۔

جنات کی گریہ وزاری اور ان کے آہ و بکا کا سنا جانا نہ صرف عجیب و غریب امر ہے بلکہ یہ بات خوارقِ عادت میں داخل ہے۔

۱۶. أَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الْعُصْمَةِ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مِصْرُ أَتَى أَهْلَهَا عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ حِينَ دَخَلَ يَوْمٌ مِنْ أَشْهُرِ الْعَجَمِ، فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الْأَمِيرُ! إِنَّ لَيْنَلَنَا هَذَا سُنَّةً لَا يَجْرِي إِلَّا بِهَا، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: إِذَا كَانَ إِحْدَى عَشْرَةَ لَيْلَةً تَخْلُوا مِنْ هَذَا الشَّهْرِ عَهْدِنَا إِلَى جَارِيَةِ بَكْرِ بْنِ أَبِيهَا فَأَرْضِينَا أَبَوَيْهَا وَجَعَلْنَا عَلَيْهَا مِنَ الثِّيَابِ وَالْخَلْيِ أَفْضَلَ مَا يَكُونُ ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا فِي هَذَا النَّيْلِ. فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُو: وَإِنَّ هَذَا لَا يَكُونُ أَبَدًا فِي الْإِسْلَامِ، وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ. فَأَقَامُوا وَالنَّيْلَ لَا يَجْرِي قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا حَتَّى هَمُّوا بِالْجَلَاءِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عُمَرُو كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِذَلِكَ، فَكَتَبَ لَهُ أَنْ قَدْ أَحْبَبْتُ بِالَّذِي فَعَلْتَ، وَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَبَعَثَ بِطَاقَةٍ فِي دَاخِلِ كِتَابِهِ، وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ بِطَاقَةٍ فِي دَاخِلِ كِتَابِي فَأَلْقِهِ فِي النَّيْلِ، فَلَمَّا قَدِمَ كِتَابُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْبِطَاقَةَ فَفَتَحَهَا فَإِذَا فِيهَا: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى نَيْلِ مِصْرَ.

اُمَّا بَعْدُ! فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قَبْلِكَ فَلَا تَجْرِ، وَإِنْ كَانَ اللَّهُ يُجْرِيكَ فَأَسْأَلُ اللَّهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ أَنْ يُجْرِيكَ، فَأَلْقَى الْبِطَاقَةَ فِي النَّيْلِ قَبْلَ الصُّلُبِ يَوْمَ فَأَصْبَحُوا وَقَدْ أَجْرَاهُ اللَّهُ تَعَالَى سِتَّةَ عَشَرَ ذِرَاعًا فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطَعَ اللَّهُ تِلْكَ السَّنَةَ عَنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الْيَوْمِ ۝

حافظ الحدیث ابوالشیخ نے کتاب النصفۃ میں قیس بن جراح کے ذریعہ بیان کنندہ سے روایت کی ہے کہ مصر فتح ہونے کے بعد عجمی مہینوں میں سے ایک مہینہ کی پہلی تاریخ کو ایک وفد نے رئیس مملکت مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے امیر المؤمنین! ہمارا ایک معمول ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہ کر دی جائے ہمارے اس دریائے نیل میں روانی نہیں آتی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بتاؤ تو تمہارا معمول کیا ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارا سالانہ دستور یہ ہے کہ ہر سال ایک کنواری نوجوان لڑکی کو جو اپنے والدین کی اکلوتی ہوتی ہے اس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں اور پھر اس کو نہلا دھلا کر اس کو اچھے اچھے کپڑے اور عمدہ سے عمدہ زیورات پہنا کر اور اس کو خوب سجا بنا کر دریائے نیل کی نذر کر دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا: یہ سب کچھ ایام جاہلیت کی رسوم ہیں اور خدا کی قسم! اسلام کے عہد میں تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اسلام نے زمانہ جاہلیت کے تمام رسوم کو ختم کر دیا ہے۔ چنانچہ تمام مصری خاموش ہو گئے اور اس سال زندہ لڑکیوں کو اس طرح ڈبوئے کی رسم ادا نہ ہونے سے دریائے نیل کی روانی رکی رہی۔ دریا کی روانی کو بند دیکھ کر لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان تمام حالات کی امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ جنھوں نے جواب میں لکھا کہ اے عمرو بن عاص! تم نے جو کچھ کیا درست، اور تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے۔ اسلام نے رسوم سابق کو جڑ پھڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ نیز اپنے مکتوب گرامی میں ایک علیحدہ پرچہ رکھ کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تمہارے موسومہ خط میں ہم ایک علیحدہ پرچہ بھیج رہے ہیں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ پس عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے موسومہ خط میں اس علیحدہ پرچہ کو پڑھا جس میں مرقوم تھا:

از طرف عبداللہ عمر امیر المؤمنین بنام نیل مصر۔

حمد و صلوة کے بعد اگر تو با اختیار خود بہتا ہے تو ہرگز مت چل۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو رواں کرتے ہیں تو میں خداوند یکتا و زبردست سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کرے۔ چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ستارہ صلیب نکلنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت اس حکم نامہ کو

دریائے نیل میں ڈال دیا۔ دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ اونچا پانی دریائے نیل میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرما کر لڑکی کے ڈباؤ کے دستور قدیم کو الہیان مصر سے آج تک کے لیے مسدود و منقطع کر دیا۔

معزز حکم نامہ میں ”اِنْ كَانَ“ یعنی اجرائے آپ میں لفظ ”اگر“ سے توبہ توبہ کوئی بھی یہ شک نہیں کر سکتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور دوسری طاقت پانی پر قابض ہے، بلکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس قسم کی تحریر سے تاکید ثابت ہوتی ہے۔ یعنی اے دریائے نیل! تو تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے، اس پر تیرا کوئی اقتدار اور اختیار نہیں ہے اور ”جاری مت ہو“ کا لفظ لکھنا محض زجر و توبیخ اور سرزنش کے لیے تھا، وگرنہ ظاہر ہے کہ وہ کسی طرح کا بھی مختار نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اس سے دنیا کی ہر چیز ڈرتی ہے۔ اللہ سے ڈرنے والی شخصیت کی سب پر حکومت ہوتی ہے۔

۱۷. عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ الْخَزَاعِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْ يَذْكُرُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى قَبْرِ شَابٍ فَنَادَاهُ يَا فَلَانُ! وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتْ، فَأَجَابَهُ الْفَتَى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ: يَا عُمَرُ! قَدْ أُعْطَانِيهَا رَبِّي فِي الْجَنَّةِ مَوْتَيْنِ. وَالْقِصَّةُ بِطَوْلِهِ مَعْرُوضٌ لِابْنِ عَسَاكَرٍ

یحییٰ بن ایوب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر فرمایا کہ جو شخص اپنی زندگی میں پروردگار عالم سے ڈرتا رہا تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو دو باغ دے گا۔ (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتْ یہ سورہ رحمن میں موجود ہے) اس نوجوان نے اپنی قبر میں سے جواب دیا: اے فاروق اعظم! مجھے تو پروردگار نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔

اس دراز قصہ کو حافظ حدیث ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

۱۸. عَنْ مِعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فِي قِصَّةٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رُؤْيَا كَأَنَّ دِينَكَ أَحْمَرُ نَقَرَيْنِ نَقَرَيْنِ وَلَا



أَرَىٰ ذَلِكَ إِلَّا لِحُضُورِ أَجَلِي. أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. ۱

حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ کے تحت لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: لوگو سنو! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک لال مرغ نے مجھے دو ٹھوکیں ماریں، اور اس خواب کی تعبیر میری موت کی قربت ہے۔

اس واقعہ کو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

چوں کہ یہ خواب الہامی کشف تھا جو آپ کی رحلت سے ثابت ہوا۔ اور یہ بھی آپ کی کرامت کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۹. عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَوْ نَحَدِّثُ أَنَّ شَيْطَانَيْنِ كَانَتْ مُصَفَّدَةٌ فِي إِمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا أُصِيبَ بَقْتُ. رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ ۲

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام شیطان مقید اور بند تھے، لیکن ان کے وصال کے بعد یہ سارے طاغوت پھیل گئے۔ اس خبر کو حافظ حدیث ابن عساکر رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

۲۰. عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لَشَيْءٍ قَطُّ: إِنِّي لَأُظَنُّهُ كَذًّا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ. بَيْنَمَا عُمَرُ جَلَسَ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي وَأَنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَقَدْ كَانَ كَاهِنُهُمْ، عَلَيَّ الرَّجُلُ، فَدَعَيْ لَهٗ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّي وَأَنَّكَ لَعَلَى دِينِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَلَقَدْ كُنْتُ كَاهِنُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتَقْبَلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمًا، فَقَالَ: إِنِّي أُعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي، قَالَ: كُنْتُ كَاهِنُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ ۳

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کہیں یہ کہتے نہیں سنا کہ میں امر کے متعلق یہ اور یہ گمان کرتا ہوں لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ جیسا آپ فرماتے تھے ویسا ہی ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ایک

مخلص گذرا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا گمان غلط نکلا۔ یہ تو زمانہ جاہلیت میں نجومی اور فال بتانے والا تھا اور اب تک اپنے پرانے دین پر ہے۔ ذرا اس کو میرے پاس تو لاؤ۔ جب وہ حاضر ہو گیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میرا یہ گمان غلط ہے کہ اب تک تم اپنے پرانے مذہب پر قائم ہو اور زمانہ جاہلیت میں تم نجومی اور فال دیکھنے والے تھے۔

اس نجومی نے جواب دیا: میں نے آج تک تم جیسا مسلمان نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: تو اچھا اب تم مجھے اپنے پورے حالات بتاؤ۔ اس پر اس نجومی نے کہا کہ ہاں میں ایام جاہلیت میں اُن کا کاہن تھا۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

### کراماتِ حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ عنہ

۲۱. عَنْ مَالِكٍ وَكَانَ (أَيُّ عُثْمَانَ مَقْتُولًا) عَلَى بَابٍ وَأَنَّ رَأْسَهُ لَيَقُولُ: "طُوقُ طُوقُ" حَتَّى صَارُوا بِهِ إِلَى حَشٍّ كَوَكَبٍ فَأَحْتَفَرُوا لَهُ. حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خلیفہ سوم حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازہ پر رکھی ہوئی تھی اور آپ کی زبان مبارک سے "طوق طوق" (ذہن ذہن) کی پے در پے آواز آرہی تھی۔ چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغِ کوکب پہنچائی گئی۔ جہاں آپ ذہن کیے گئے۔

۲۲. وَفِي الْقِصَّةِ الْمَذْكُورَةِ قَالَ مَالِكٌ: وَكَانَ عُثْمَانُ ۞ يَمُرُّ بِحَشٍّ كَوَكَبٍ فَيَقُولُ: إِنَّهُ سَيَذْفُنْ هَهُنَا رَجُلٌ صَالِحٌ. امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جب کبھی باغِ کوکب سے گذرتے تو فرماتے کہ یہاں عن قریب ایک نیک مرد ذہن کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ خود وہاں ذہن کیے گئے۔

۲۳. عَنْ ابْنِ عُمَرَ ۞ أَنَّ عُثْمَانَ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ۞ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! أَفْطِرُ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ عُثْمَانُ ۞

صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ. أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ ۚ

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے ایک دن صبح کے وقت بیان فرمایا: میں نے رات کو دیکھا کہ سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! آج کا روزہ ہمارے پاس کھولنا۔

چنانچہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو روزہ کی حالت میں اسی دن شہید کیا گیا۔ اس واقعہ کو حاکم نے بھی بیان کیا ہے۔

اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرور عالم ﷺ کو خواب میں یہ بھی کہتے سنا کہ اے عثمان! تم جمعہ کے دن ہمارے پاس آ جاؤ گے۔

چوں کہ جمعہ کے دن ہی آپ نے روزہ کی حالت میں جام شہادت نوش فرمایا جس سے آپ کا خواب مزید کسی تعبیر کا محتاج نہیں رہا۔ یہ آپ کی کرامت نہیں تو کیا چیز تھی۔

۲۴. عَنْ مُحَجَّنٍ مَوْلَى عُثْمَانَ ۞ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ فِي أَرْضِهِ لَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ أَعْرَابِيَّةٌ بَصُرَ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَقَالَ: أَخْرِجُهَا يَا مُحَجَّنُ، فَأَخْرَجْتُهَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَقَالَ: أَخْرِجُهَا يَا مُحَجَّنُ، فَأَخْرَجْتُهَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَقَالَ عُثْمَانُ: وَيَحَكَ يَا مُحَجَّنُ! أَرَاهَا بَصُرَ، وَأَنَّ الضَّرَّ يَحْمِلُ عَلَى الشَّرِّ فَادْهَبْ بِهَا فَضُمَّهَا إِلَيْكَ فَاشْبِعْهَا وَأَكْسِهَا، فَذَهَبَتْ بِهَا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ بِهَا حَتَّى رَجَعَتْ إِلَيْهَا نَفْسُهَا. ثُمَّ قَالَ عُثْمَانُ: أَوْقِرْ لَهَا حِمَارًا مِنْ تَمَرٍ وَدَقِيقٍ وَزَيْبٍ ثُمَّ اذْهَبْ بِهَا فَإِذَا مَرَّ قَوْمٌ يَغْدُونَ بِأَدْيَةِ أَهْلِهَا فَضُمَّهَا إِلَيْهِمْ ثُمَّ قُلْ لَهُمْ: يُوْذُوْهَا إِلَى أَهْلِهَا، فَفَعَلْتُ ذَلِكَ بِهَا، فَبَيْنَا أَنَا أَسِيرُ بِهَا إِذْ قُلْتُ لَهَا: اتَّقِرَيْنِ بِمَا أَقْرَرْتُ بِهِ بَيْنَ يَدَيَّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَتْ: لَا إِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ مِنْ ضَرِّ أَصَابَنِي. رَوَاهُ الْعُقَيْلِيُّ.

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام محجن کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے

ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ کے پاس آکر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! مجھ سے زنا کی غلطی ہو گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے آکر پھر کہا کہ میں نے تو زنا کیا ہے۔

چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے مجن! اسے باہر نکال دو میں نے دور بھگا دیا، اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا: اے خلیفہ وقت! میں نے بلا شک و شبہ زنا کیا ہے اور میرے تین مرتبہ کے اقرار پر حد زنا جاری فرمائی جائے۔ اس پر میرے آقا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اونا واقف مجن! اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت و تکلیف ہمیشہ شر و فساد کا سبب ہوتی ہے۔ تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ اس دیوانی کو میں اپنے ساتھ لے گیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا۔ یعنی میں نے آرام سے رکھا، تھوڑے دنوں بعد جب اس کے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہو گئی تب آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کھجور، آنا اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر کل اس کو جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچادیں۔

چنانچہ میں کھجوروں، کشمش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے راستہ چلتے چلتے کہا کہ کیا اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو جس کا تم نے امیر المؤمنین کے سامنے اقرار کیا تھا؟ وہ کہنے لگی: نہیں ہرگز نہیں، کیوں کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ پھٹ پڑنے سے کہا تھا تا کہ حد لگا دی جائے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔ اس واقعہ کو عقلی نے بھی روایت کیا ہے۔

لوگو! دیکھو، الہامی کشف تھا جو بالکل صحیح واقعہ ثابت ہوا۔ اس سے بڑھ کر اور کس کرامت کے طلب گار ہو۔ خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذی النورین مجتہم کرامت تھے ان کی کرامتوں کو مشتے از خروارے بیان کیا ہے۔

## کرامات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۲۵. قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَمَا إِنَّ هَذَا قَاتِلِي، قِيلَ: فَمَا يَمْنَعُكَ مِنْهُ، قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَقْتُلْنِي بَعْدُ.

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارے میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھ کو قتل نہیں کیا ہے۔ اس لیے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر کار جیسا کہ آپ نے فرمایا: وہی شیطنٹ پیش آئی۔ یعنی بد بخت ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔

دیکھیے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہر گفتگو میں الہامی کشف ہوا کرتا تھا جو ان حضرات کی کرامات ہیں۔

۲۶. أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي "الْأَوْسَطِ" وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي "الدَّلَائِلِ" عَنْ زَادَانَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ وَكَذَّبَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَدْعُو عَلَيَّ إِنَّ كُنْتُ كَاذِبًا، قَالَ: أَدْعُ. فَدَعَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْرَحْ حَتَّى ذَهَبَ بَصْرُهُ.

طبرانی رحمہ اللہ نے کتاب "الأوسط" میں اور ابو نعیم نے کتاب "الدلائل" میں جناب زاذان سے روایت کی ہے کہ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کسی سے گفتگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا۔ اس پر جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے اور کیا تیرے جھوٹ کے اظہار کے لیے میں جناب باری عزاسمہ میں بددعا کروں؟ اس بے وقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لیے بڑی دلیری سے کہا کہ میں تو سچا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوں گا تو آپ کی بددعا مجھے لگے گی آپ شوق سے بددعا کیجیے۔ چنانچہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے اس جھوٹے کے حق میں بددعا کی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا تھا کہ بددعا کے ساتھ ہی اندھا ہو گیا اور مجلس سے اٹھنے بھی نہ پایا۔

۲۷. عَنْ أَبِي يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا ۑ يَقُولُ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ لَا يَقُولُهَا أَحَدٌ بَعْدِي إِلَّا كَاذِبٌ. فَقَالَهَا رَجُلٌ فَأَصَابَتْهُ جُنَّةٌ. رَوَاهُ الْعَدَنِيُّ ۝

حضرت ابو یحییٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں اور اس کلمہ کو میرے بعد سوائے کسی کذاب کے اور کوئی زبان پر نہیں لائے گا۔

حدیث ابو یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ان کلمات کو جس نے اپنی زبان سے ادا کیا وہ فوراً ہی مجنون اور پاگل ہو گیا۔

۲۸. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ ۑ فَقَالَ: أَنَشِدُوا اللَّهَ إِمْرًا نَشِدَةَ الْإِسْلَامِ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍ أَخَذَ بِيَدِي يَقُولُ: أَلَسْتُ أَوْلَىٰ بِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ؟ قَالُوا: بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ. اَللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ إِلَّا قَامَ، فَشَهِدَ بَضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَشَهِدُوا وَكُتِمَ قَوْمٌ فَمَا قَتَلْنَا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا عَمُوا وَبَرِضُوا. رَوَاهُ الْخَطِيبُ فِي الْأَفْرَادِ ۝

قاضی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھتے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اسلامی قسم دلاتا ہوں ہر اس شخص کو جس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بیچ میں جھگڑے کے پاس جو مقام غدیر خم کے نام سے موسوم ہے اس میں حضور سرور کائنات ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ اے مسلمانو! کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ تم کو پیارا نہیں ہوں؟ ان سب لوگوں کے اقرار کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جس کا پیارا ہوں تو علی بھی اس کے پیارے ہیں۔ اے پروردگار! تو محبوب کر لے اس کو جو محبوب کرے علی کو، اور دشمنی کا مزہ چکھا دے اس کو جو علی سے دشمنی رکھے، اور اے بار خدا! یا

جو علی کی مدد کرے تو تو اس کی مدد کر، اور ذلیل و رسوا کر اس کو جو علی کو مصیبت میں تنہا چھوڑ دے۔ لوگو! سردیر کائنات ﷺ کو یہ اقوال کہتے ہوئے جس کسی نے سنا ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ دس سے زیادہ آدمیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ ان آدمیوں کے سوا ایک قوم نے اس شہادت کو چھپایا جس کی وجہ سے ان کو برس کا مرض ہو گیا۔ یعنی ان کے جسم پر سفید داغ پڑ گئے اور وہ سب اندھے ہو کر اس دنیا سے فنا ہوئے۔

اس واقعہ کو خطیب رضی اللہ عنہ نے افراد میں بیان کیا ہے۔

آپ نے یہ زندہ کرامت دیکھی کہ اس قوم کے افراد اندھے ہو ہو کر موت کے گھاٹ اترتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ الْخَطَايَا.

۲۹. عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَرَضَ بَعْلِي رَجُلَانِ فِيْ خَصُومَةٍ فَجَلَسَ فِيْ اَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ رَجُلٌ: الْجِدَارُ فَقَالَ: امْضِ كَفَى بِاللّٰهِ عَارِضًا فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ. رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي "الدَّلَائِلِ" ۱۰

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگ وار جناب امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کے لیے جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا جھگڑا سننے کے لیے آپ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا کہ دیوار گر رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنا بیان شروع کرو۔ حفاظت کے لیے اللہ کافی ہے۔ جب ان دونوں کے بیانات سن کر مقدمہ کا فیصلہ کر کے کھڑے ہو گئے تو اس کے بعد وہ دیوار گر پڑی۔ اس واقعہ کو ابو نعیم نے کتاب "الدلائل" میں بیان کیا ہے۔

۳۰. عَنْ أَبِي الْبُخْتَرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عَلِيًّا فَأَثْنَى عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ بَلَغَهُ عَنْهُ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: لَيْسَ مَا تَقُولُ وَأَنَا فَوْقَ مَا فِيْ نَفْسِكَ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ عَسَاكِرَ ۱۰

ابو البختری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر آپ کی بڑھ چڑھ

کر تعریف کرنا شروع کی۔ اس شخص کے متعلق جناب علی رضی اللہ عنہ کو اس سے پہلے ہی کچھ معلومات ہو چکی تھیں۔ آپ نے فرمایا: تو جو منافقانہ مدح سرائی کر رہا ہے میں تو اس سے بہت زیادہ بلند ہوں۔ یعنی تو جس قدر میرا مرتبہ سمجھتا ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سربلندی اور ذی مرتبہ کیا ہے۔ اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حیدر کرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس جھوٹے مدح سرائی خوشامد کا کشف بذریعہ الہام ہو جانا کرامت ہے۔

۳۱. عَنْ جَعْفَرٍ لَمَّا دَخَلَ رَمَضَانَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ يَفْطِرُ عِنْدَ الْحَسَنِ عَلَيْهِ لَيْلَةً وَعِنْدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ لَيْلَةً وَلَيْلَةٌ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ لَا يَزِيدُ عَلَى الْلُفْمَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ لَيَالٍ فَلَا تِلْ يَأْتِي أَمْرُ اللَّهِ وَأَنَا خَمِصٌ، فَقِيلَ مِنْ لَيْلَةٍ. رَوَاهُ الْعُسْكُرِيُّ.

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان کا مہینہ تھا اور جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک دن جناب امام حسن رضی اللہ عنہ، جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس روزہ افطار کرتے تھے۔ آپ دو تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں کرتے تھے۔ آپ کی کم خوردنی دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ آپ اس قدر کم کیوں کھا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: میری زندگی تو بہت تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ میں بھوکا رہوں گا اور موت کا فرشتہ آجائے گا۔ آپ اسی شب میں شہید کر دیے گئے۔ اس واقعہ کو عسکری نے بھی بیان کیا ہے۔

۳۲. عَنْ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا أَنْ عَلِيًّا عَلَيْهِ قَالَ: لَقِيتُنِي يَغْنِي حَبِيبِي فِي الْمَنَامِ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فَشَكُوتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَهُ فَوَعَدَنِي الرَّحْمَةُ مِنْهُمْ إِلَى قَرِيبٍ فَمَا بَعَثَ إِلَّا ثَلَاثًا. رَوَاهُ الْعَدَنِيُّ.

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو خواب میں میرے محبوب یعنی رسول خدا ﷺ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے عراقیوں کے طرز عمل کی شکایت کی جو آپ کے بعد انھوں نے مجھے مخالفت اور ایذا رسانی



کر کے پہنچائیں۔ اس پر رسالت مآب ﷺ نے مجھے ان کی ایذا رسانی سے نجات دلا کر عن قریب راحت و آرام دلانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس خواب کے بعد شیر خدا رضی اللہ عنہ صرف تین دن اس دنیا میں مقیم رہے اور اس کے بعد شہید کر دیے گئے۔ اس واقعہ کو عدنی نے بھی بیان کیا ہے۔

۳۳. عَنِ الْحَسَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ عَلِيُّ إِلَى الْفَجْرِ فَأَقْبَلَ الْوُزُ بِصُحْنٍ فِي وَجْهِهِ فَطَرَدُوهُنَّ عَنْهُ، فَقَالَ: ذَرُونَهُ، فَإِنَّهُنَّ نَوَاحٍ، فَضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجِمٍ. رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكَرٍ.

جناب حسن بن کثیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے جہاں بطخیں آپ کے سامنے آ کر آپ کو دیکھ دیکھ کر چلانے لگیں۔ لوگوں نے ان کو آپ کے پاس سے ہٹایا تو آپ نے فرمایا: ان کو رہنے دو، چھوڑو، یہ تو فوج پڑھ رہی ہیں۔ پھر ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔

اس واقعہ کو ابن عساکر رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

۳۴. عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ قَالَ: خَطَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ فِيهِ: كَانَ النَّبِيُّ إِذَا بَعَثَهُ فِي سَرِيَّةٍ كَانَ جَبْرِيْلُ عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَزْجَعُ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

جناب عاصم بن ضمیرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جناب امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک تقریر کے دوران فرمایا کہ سرکارِ دو جہاں جب والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپ کے داہنی طرف جبرئیل امین علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ اس جنگ کو جیت کر واپس آ جاتے تھے۔ یعنی جہاد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام رہا کرتے تھے اور اللہ کی امداد سے جناب شیر خدا رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔

اس روایت کو ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

۳۵. عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَأَيْتِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ خَرَجَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ فَقَاتَلَهُمْ فَضَرَبَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَطَرَحَ ثَرَسَهُ مِنْ يَدِهِ فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابًا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ فَتَرَسَ بِهِ نَفْسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يُقَاتِلُ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ حِينَ فَرَّغَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي سَفَرٍ مَعِيَ سَبْعًا أَنَا لَأَمِنْهُمْ نَجْهَدُ عَلَى أَنْ نُقَلِّبَ ذَاكَ الْبَابَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا دے کر خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم قلعہ خیبر کے پاس پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے تو خیبر والے آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے کشتوں کے پستے لگا دیے تھے کہ آپ پر ایک یہودی نے چوٹ کر کے آپ کے ہاتھ سے آپ کی ڈھال گرا دی۔ اس پر جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے ایک دروازہ کو اکھڑ کر اپنی ڈھال بنالیا اور اس کو ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے شریک جنگ رہے۔ بالآخر دشمنوں پر فتح حاصل ہو جانے کے بعد اس ڈھال نما دروازہ کو اپنے ہاتھ میں سے پھینک دیا۔ اس سفر میں میرے ساتھ سات آدمی اور بھی تھے اور ہم آٹھوں آدمی مل کر اس دروازہ کو الٹ دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ دروازہ جس کو تنہا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ہاتھ میں اٹھالیا تھا اس کو ہم آٹھوں آدمی کوشش کے باوجود پلٹ تک نہ سکے۔

یہ آپ کی کرامت تھی۔ حضرت والا مرشدی فرماتے تھے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول: مَا حَمَلْتُهَا بِقُوَّةٍ وَلَكِنْ حَمَلْتُهَا بِقُوَّةِ إِلَهِيَّةٍ یعنی میں نے کواڑ کو انسانی قوت کے بل بوتہ نہیں اٹھایا بلکہ قوت الہی سے اٹھایا۔

اس قصہ کو امام احمد نے بھی بیان فرمایا ہے۔

۳۶. رَوَى الْإِسْهَاقِيُّ فِي "ذَلَالِ النُّبُوَّةِ" فِي قِصَّةِ طَوَيْلَةَ: فَلَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَتِ التَّغْزِيَةُ سَمِعُوا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، إِنَّ فِي اللَّهِ عَزَاءً مِّنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ  
وَحَلْفًا مِّنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرْكًا مِّنْ كُلِّ قَائِمٍ، فَبِاللَّهِ فَاتَّقُوا وَإِيَّاهُ  
فَارْجِعُوا فَإِنَّمَا الْمَصَابُ مِنْ حُرْمِ الْقَوَابِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَتَذَرُونَّ مَنْ  
هَذَا؟ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے ”دلائل نبوت“ میں ایک طویل قصہ کے ماتحت بیان کیا ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب ماتم پرسی ہونے لگی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے گھر کے کونے سے ایک  
آواز سنی۔ اے رسول اللہ (ﷺ) کے گھر والو! تم پر اللہ کا سلام ہو اور اس کی رحمت و برکتیں  
نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ وہ ہر مشکل کو نال دیتا ہے۔ وہی بندوں کے غم غلط کرتا ہے،  
ہر فوت ہونے والی چیز کا وہ خود نعم البدل ہو جاتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرو اور اسی سے  
امید رکھو، کیوں کہ مصیبت زدہ تو دراصل وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم اور مایوس رہے۔  
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھے؟ یہ خضر علیہ السلام تھے جو نبی تو نہیں لیکن  
کامل ولی ہیں۔

آپ کا حضرت خضر علیہ السلام کو شناخت کر لینا یہ بھی من جملہ دیگر کرامات کے آپ کی ایک  
کرامت تھی۔

انہی شخصیتوں کے لیے تو کہا گیا ہے:

آں کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند  
فرزند و عیال و خان و مال را چہ کند  
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی  
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

کرامات سبطِ رسول ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

۳۷-۴۶. لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ۖ مَكَثَتِ الدُّنْيَا سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَالشَّمْسُ

عَلَى الْجَيْطَانِ كَالْمَلَا حِفِّ الْمُعْصِفَةِ، وَالْكَوَاكِبُ يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَكَانَ قَبْلَهُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَكَسَفَتِ الشَّمْسُ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَاحْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ بَعْدَ قَتْلِهِ، ثُمَّ زَالَتِ الْحُمْرَةُ وَلَمْ تَكُنْ تُرَى فِيهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَلَمْ تَكُنْ تُرَى فِيهَا قَبْلَهُ، وَقِيلَ: إِنَّهُ لَمْ يُقْلَبْ حَجَرُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا وَجَدَ تَحْتَهُ دَمَ عَيْطٍ، وَصَارَ الْوَرَسُ الَّذِي فِي عَسْكَرِهِمْ فَكَانُوا يَرَوْنَ فِي لَحْمِهَا مِثْلَ الْبَيْرَانِ وَطَبْخُهَا فَصَارَتْ مِثْلَ الْعَلَقَمِ، وَتَكَلَّمَ رَجُلٌ فِي الْحُسَيْنِ ﷺ بِكَلِمَةٍ فَرَمَاهُ اللَّهُ بِكُوكَبَيْنِ مِنَ السَّمَاءِ فَطُمِسَ بَصَرُهُ. كَذَا فِي "تَارِيخِ الْخُلَفَاءِ": ص ۱۴۵، وَفِيهِ أَيْضًا: أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي "الدَّلَائِلِ" عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ الْجَنَّةَ تَبْكِي عَلَى حُسَيْنٍ فَتَنُوحُ عَلَيْهِ.

جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو دنیا کی سات دن تک یہ حالت تھی کہ

- ۱۔ سورج کی روشنی دیواروں پر کسم میں رگی ہوئی چادروں کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ یعنی دھوپ بالکل بھکی معلوم ہوتی تھی۔ ۲۔ اور ایک ستارہ دوسرے ستارے پر گر رہا تھا۔ یعنی لگاتار آسمانی تارے ٹوٹ رہے تھے۔ ۳۔ آپ کی شہادت دسویں محرم ۶۰ ہجری میں ہوئی اور اسی دن شدید ترین سخت سورج گرہن لگا۔ ۴۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے کچھ عجیب طرح سرخ رہے اور پھر وہ سرخی جاتی رہی۔ شہادت سے پہلے اور اس کے بعد پھر کبھی ایسی سرخی نہیں دیکھی گئی۔ ۵۔ آپ کی شہادت کے دن بیت المقدس میں ہر پتھر کے نیچے تازہ تازہ خون نکلا۔ ۶۔ ظالموں کی فوج میں جو پیلے رنگ کی گھاس رکھی ہوئی تھی وہ راکھ ہو گئی۔ ۷۔ ان ظالموں نے اپنے لشکر میں ایک اونٹنی ذبح کی تو اس کے گوشت میں سے آگ کی چنگاریاں نکلتے دیکھیں۔ ۸۔ اور جب اس کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا زہر ہو گیا۔ ۹۔ ایک شخص نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے گستاخ باتیں کیں تو خدا نے جبار و قہار نے اس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی۔ ۱۰۔ اور ان ایام کی

اسی حالت سے متعلق حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے کتاب ”الدلائل“ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کو روتے اور نوحہ کرتے سنا۔  
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ دس کرامتیں ”تاریخ الخلفاء“ سے نقل کی گئی ہیں۔ مابقی آگے دیکھیے۔

حضرت مولانا تھانوی رضی اللہ عنہ نے کسوف شمس سے اہل بیت کی اصطلاح جو آخری مہینہ میں رونما ہوتی ہے وہ نہیں بلکہ لغوی یعنی آفتاب کا بے نور ہو جانا بتایا ہے۔  
نیز ان مذکورہ بالا کرامات کو حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے مزید صحیح حوالوں کے ساتھ کتاب ”تہذیب التہذیب“ کی جلد دوم صفحات (۳۵۴ و ۳۵۵) پر بھی بیان کیا ہے۔

۴۷-۵۲. قَالَ خُلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِيهِ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ۞ اِسْوَدَّتِ السَّمَاءُ وَظَهَرَتِ الْكَوَاكِبُ نَهَارًا، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ الْأَسَدِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُنْذِرٍ الثُّورِيِّ عَنْ أَبِيهِ: جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ ۞ فَرَأَيْتُهُ أَعْمَى يُقَادُّ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي أُمُّ أَبِي قَالَتْ: شَهِدَ رَجُلَانِ مِنَ الْجَعْفِيِّينَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَتْ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَطَالَ ذِكْرُهُ حَتَّى كَانَ يَلْفُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ لَكَانَ يَسْتَقْبِلُ الرَّأْيَةَ فِيهِ حَتَّى يَأْتِي عَلَى آخِرِهَا، وَفِي قِصَّةٍ عَنِ السُّدِّيِّ فَقُلْنَا: مَا شَرِكٌ فِي قَتْلِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَاتَ بِأَسْوَأِ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: مَا كَذَبْتُمْ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، فَأَنَا مِمَّنْ شَرِكٌ فِي ذَلِكَ فَلَمْ يَرَحْ حَتَّى دَنَا مِنَ الْمَصْبَاحِ وَهُوَ يَتَقَدُّ فَتَقَطَّ فَذَهَبَ يُخْرِجُ الْفَتِيلَةَ بِإِصْبَعِهِ فَأَخَذَتْ النَّارُ فِيهَا فَذَهَبَ يُطْفِئُهَا بِرَبْقِهِ فَأَخَذَتْ النَّارُ فِي لِحْيَتِهِ فَعَدَا فَأَلْقَى نَفْسَهُ فِي الْمَاءِ فَرَأَيْتُهُ كَأَنَّهُ حَمَمَةٌ ۞

خلف بن خلیفہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آسمان کالا ہو گیا اور دن میں ستارے نکل آئے۔ محمد بن حلت اسدی نے ربیع بن منذر ثوری

اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ اندھا ہو گیا جس کو دوسرا آدمی کھینچ لے گیا۔

ابن عیینہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میری دادی نے کہا کہ قیصر جعفر بن کے دو آدمی جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے جن میں سے ایک کی شرم گاہ اتنی لمبی ہوئی کہ وہ مجبوراً اس کو پلینٹا تھا، اور دوسرے آدمی کو اتنا سخت استعقا ہو گیا کہ وہ پانی کی بھری ہوئی مشک کو منہ سے لگا لیتا اور اس کی آخری بوند تک چوس جاتا۔ سدی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جگہ مہمان گیا۔ جہاں قتل حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ میں نے کہا: حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں جو شریک ہوا وہ بری موت مرا۔ جس پر گفتگو کرنے والے نے کہا: اے عراقیو! تم کتنے جھوٹے ہو، مجھے دیکھو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن اب تک بری موت سے محفوظ ہوں۔ اسی لمحہ اس نے جلتے ہوئے چراغ میں تیل ڈال کر بتی کو اپنی انگلی سے ذرا بڑھایا یہی تھا کہ پوری بتی میں آگ لگ گئی جسے وہ اپنی پھونک سے بجھا رہا تھا کہ اس کی داڑھی میں آگ لگ گئی۔ وہ وہاں سے دوڑا اور پانی میں کود پڑا تا کہ آگ بجھ جائے لیکن آخر کار جب میں نے اسے دیکھا تو وہ جل کر کوئلہ ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں دکھا دیا کہ تیری شرارت کا یہ انجام ہے۔

۵۳. عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ نُصِذَتْ رُؤُوسُهُمْ فِي رَحْبَةِ الْمَسْجِدِ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ فَجَعَلْتُ تَخْلِلُ الرُّؤُوسَ حَتَّى دَخَلْتُ فِي مَنْحَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَنْتُ هُنَيْئَةً ثُمَّ خَرَجْتُ فَذَهَبْتُ ثُمَّ عَادْتُ فَدَخَلْتُ فِيهِ وَفَعَلْتُ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

عمارہ بن عمیر نے بیان کیا کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لا کر مسجد کے برآمدے میں برابر برابر رکھے گئے اور میں اس وقت ان لوگوں کے پاس پہنچا جب کہ وہ لوگ کہہ رہے تھے: وہ آگیا کہ اتنے میں ایک سانپ نے آکر ان سروں میں گھسنا شروع کیا اور

عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ میں گھتا اور اس میں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر باہر آ جاتا۔ سانپ نے دویا تین مرتبہ یہ فعل کیا۔ اس واقعہ کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کر کے سند کو بھی صحیح کہا ہے۔

### کراماتِ سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

۵۴، ۵۵۔ فی "تَارِیْخِ الْخُلَفَاءِ" مَا لَفْظُهُ: قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: رُوِيَ مِنْ وَجْهِهِ أَنَّهُ لَمَّا احْتَضَرَ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا أَخِي! إِنَّ أَبَاكَ اسْتَشْرَفَ لِهَذَا الْأَمْرِ فَصَرَفَهُ اللَّهُ عَنْهُ وَوَلَّيَهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ اسْتَشْرَفَ لَهَا وَصَرَفَتْ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ، ثُمَّ لَمْ يَشْكُ وَقَتِ الشُّورَى أَنَّهَا لَا تَعْدُوهُ فَصَرَفَتْ عَنْهُ إِلَى عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بُويعَ عَلِيٌّ ثُمَّ نُوزِعَ حَتَّى جُرِدَ السَّيْفُ فَمَا صَفَتْ لَهُ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَرَى أَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ فِيْنَا النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ، فَلَا أُعْرِفَنَّ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ الْكُوفَةِ فَأَخْرَجُوكَ وَقَدْ كُنْتُ طَلَبْتُ إِلَى عَائِشَةَ أَنْ أَدْفِنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَمَا أَظُنُّ الْقَوْمَ إِلَّا سَيَمْنَعُوكَ، فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا تُرَاجِعُهُمْ. فَلَمَّا مَاتَ أَتَى الْحُسَيْنُ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: نَعَمْ وَكَرَامَةً، فَمَنْعَهُمْ مَرَّوَانَ فَلَبَسَ الْحُسَيْنُ رَدَّةَ أَبِي هُرَيْرَةَ حَتَّى رَدَّهَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ دُفِنَ بِالْبَقِيعِ إِلَى جَنْبِ أُمِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

حافظ حدیث ابن عبد البر نے "تاریخ الخلفاء" میں لکھا ہے کہ ہم کو کئی سندوں سے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے تو انھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: اے بھائی! ابا جان کو امر خلافت کا خیال ہوا تھا کہ اسلام کی خدمت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے بد نظر ان کو خلافت نہ دے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا والی بنادیا۔ ان کی وفات کے بعد جب پھر ابا جان کو اس کا خیال ہوا تو سلطنت خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دی گئی، اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مجلس شوریٰ میں ابا جان کو

یقین تھا کہ خلافت ان سے تجاوز نہ کرے گی یعنی وہی خلیفہ مقرر کیے جائیں گے، لیکن خلافت کی باگ ڈور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی گئی، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ یعنی وہ خلیفہ بنائے گئے، پھر ایک فتنہ برپا ہوا جس میں تلواریں کھینچ لی گئیں اور لڑائیاں ہوئیں یعنی وہ خلافت ابا جان کو بلا غبار نہیں ملی۔ خدا کی قسم! میں یہ امر تجویز نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت نبوی میں نبوت اور خلافت دونوں چیزوں کو جمع کر دے۔ یعنی میرا اندازہ یہ ہے کہ خلافت اہل بیت میں نہیں رہے گی اور یقیناً میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوفے کے بے وقوف تم کو حرکت دے کر جنگ و جدال کی طرف متوجہ کر دیں اور تم کو وطن سے باہر نکال دیں (ان امور کا اس وقت تک بظاہر کوئی قرینہ تو نہ تھا کہ کوئی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نازیبا برتاؤ کریں گے لیکن آپ کو کشف کے ذریعہ یہ سب کچھ معلوم ہو جانا آپ کی کرامت تھی)۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خواہش پر کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کیا جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اقرار فرمایا تھا۔ یعنی سرورِ عالم ﷺ کے پاس دفن ہونے کی مجھے اجازت دے دی تھی اور جب میں مر جاؤں تو اس کی درخواست ان سے پھر کر لینا، لیکن اس کے ساتھ ہی میرا گمان ہے کہ قوم تم کو اس بات سے روکے گی، اور اگر وہ ایسا کریں یعنی میرے دفن سے تم کو روکیں تو ان سے بار بار نہ کہنا۔

الحاصل حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر جناب حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا۔ انھوں نے جواب دیا: نہایت خوشی سے، لیکن مدینہ کے گورنر مروان نے ان کو وہاں دفن کرنے سے منع کر دیا۔ اس پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء مسلح ہو کر لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اس ارادہ جنگ سے باز رکھا اور کہا کہ اس موقع پر اگرچہ مروان نے نامعقول اور ناشائستہ حرکت کی ہے لیکن تمہارا آمادہ جنگ ہونا مناسب نہیں۔ آخر کار حضرت حسن رضی اللہ عنہ مقام بقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس دفن ہوئے۔

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت رفقاء اہل بیت کی کثرت کی وجہ سے کسی سے ہرگز یہ توقع نہ تھی کہ آپ کو دفن سے روکا جائے گا لیکن امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے ظاہراً حالت



کے خلاف جس ہونے والے واقعہ کو بذریعہ کشف ظاہر کیا وہ آپ کی کرامت تھی۔

### کرامات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

۵۶، ۵۷. فِي "تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ" ۱: وَقَالَ الْمُنَافِقُونَ لَمَّا مَاتَ (أَيُّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ۲): مَا أَخَفَّ جَنَازَتُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ الْمَلَائِكَةَ حَمَلَتْهُ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فِيمَا رَوَى عَنْهُ مِنْ وُجُوهِ كَثِيرَةٍ: اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

”تہذیب التہذیب“ جلد سوم صفحہ ۳۸۱ پر درج ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر منافقوں نے کہا کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے۔ اس پر سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنازہ کو ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں اس لیے ہلکا معلوم ہو رہا ہے۔ حالاں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بڑے موٹے تازے آدمی تھے۔ جیسا کہ علامہ واقدی رحمہ اللہ نے ”کتاب المغازی“ اور زیلعی رحمہ اللہ نے ”تخریج الہدایہ“ جلد اول، صفحہ ۳۵۷ پر درج کیا ہے، اور کئی معتبر سندوں کے ذریعہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت کے وقت عرش اعظم بھی اس شوق میں جھومکا کہ اب ان کی روح ہمارے پاس آجائے گی۔

۵۸. رَوَى ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ۳: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ: لَقَدْ شَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَمْ يَنْزِلُوا إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ ذَلِكَ ۴. الْحَدِيثُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے جو اس سے پہلے اتنی تعداد میں کبھی زمین پر نہیں آئے۔ تاختم حدیث شریف۔

۵۹. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ۵: قَالَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ: ثَلَاثٌ أَنَا فِيهِنَّ رَجُلٌ (يَعْنِي كَمَا يَنْبَغِي) وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَأَنَا

رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ، مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا قَطُّ إِلَّا عَلِمْتُ أَنَّهُ حَقٌّ مِّنَ اللَّهِ تَعَالَى، وَلَا كُنْتُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ فَشَغَلَتْ نَفْسِي بِغَيْرِهَا حَتَّى أَقْضِيَهَا، وَلَا كُنْتُ فِي جَنَازَةٍ قَطُّ حَدَّثَتْ نَفْسِي بِغَيْرِ مَا تَقُولُ وَيُقَالُ لَهَا حَتَّى أَنْصَرِفَ عَنْهَا، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَهَذِهِ الْخِصَالُ مَا كُنْتُ أَحْسِبُهَا إِلَّا فِي نَبِيٍّ، كَذَا فِي "تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ"۔

زہری رضی اللہ عنہ نے ابن مسیب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان پر کہا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین آدمیوں میں سے میں ایک شخص ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث بھی سنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے، اور میں نے کثرتِ مشاغل کے باوجود اپنی پوری نمازیں پڑھی ہیں، اور میں جس جنازے میں شریک رہا تو میں نے اس سے باتیں کیں۔ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو ان خصلتوں کو صرف انبیاء کرام میں جانتا تھا لیکن اپنی آنکھوں سے یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ میں دیکھ لیں، ایسا ہی "تہذیب التہذیب" جلد سوم، صفحہ ۴۸۲ میں مرقوم ہے۔

۶۰، ۶۱. عَنْ عَائِشَةَ ۞ قَالَتْ: لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخُنْدَقِ (الْحَدِيثِ) وَفِيهِ: وَكَانَ سَعْدٌ أُصِيبَ يَوْمَ الْخُنْدَقِ فِي أَكْحَلِهِ فَضُرِبَ عَلَيْهِ ۞ خِيَمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوذَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَقَالَ سَعْدٌ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ قَوْمٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فَبِكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا رَسُولَكَ وَأَخْرَجُوهُ، اَللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبٍ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فَبِكَ، وَإِنْ كُنْتُ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَأَجْرُهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي فِيهَا، فَأَنْفَجَرْتُ مِنْ لَبْتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْدُو جَرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانُ عَنْ جَابِرٍ ۞ قَالَ: إِنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي يَوْمِ الْأَحْزَابِ قَطَعُوا أَكْحَلَهُ أَوْ أَبَحَلَهُ

فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّارِ، فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَتَزَفَهُ الدَّمُ فَحَسَمَهُ  
 أُخْرَى فَاِنْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِيْ  
 حَتّٰى تُقَرَّ عَيْنِيْ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ، لَمَّا قَطَرَ قَطْرَةً حَتّٰى نَزَلُوا  
 عَلٰى حُكْمِهِ فَحَكَمَ فِيْهِمْ: اَنْ تُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيٰى اَوْلَادُهُمْ  
 وَنِسَاؤُهُمْ، فَقَالَ ﷺ: اَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ. وَكَانُوْا اَرْبَعَ مِائَةٍ، فَلَمَّا  
 فَرَّغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ ۚ اُخْرِجَهُ الْبَرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ خندق سے لوٹ کر آئے  
 اس میں یہ قصہ بھی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہفت اندام رگ میں تیر لگا تھا۔ رسول اللہ ﷺ  
 نے قریب ہی سے ان کی عیادت کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے  
 دعا کی: اے الہ العالمین! تو خوب جانتا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا اور ان  
 کو مکہ معظمہ سے جلا وطن کیا ہے مجھے ایسے لوگوں سے جہاد کرنا بہت زیادہ محبوب ہے۔ اے  
 اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہم میں اور ان میں لڑائی بند کر دی ہے۔ یعنی میرا اپنا ذاتی خیال  
 ہے کہ ہم مسلمانوں اور ان ظالموں میں کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ اگر میرا یہ خیال غلط ہے اور  
 قریش کے ساتھ کوئی معرکہ ہوتا باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان سے جہاد  
 کروں، اور میرا یہ گمان صحیح ہے کہ ہم سے ان کا کوئی معرکہ نہ ہوگا تو میرے دھم کے خون کو  
 جاری کر دے اور اسی میں مجھے موت دے دے۔ چنانچہ اسی رات کو اس رگ کا منہ کھل گیا  
 اور مسجد والوں نے دیکھا کہ آپ کا خون بہتے ہوئے ان لوگوں کی طرف آرہا ہے۔ پس اسی  
 حالت میں کہ خون بہہ رہا تھا آپ نے وفات پائی۔

اس حدیث کو شیخان یعنی امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے  
 روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جنگ خندق میں ایک تیر لگا جس سے ہفت  
 اندام کی رگ کٹ گئی۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے خون قہم جانے کے لیے آگ سے داغ  
 دیا۔ خون تو رک گیا مگر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سوج گیا۔ چون کہ خون کی روانی میں جوش تھا

اس لیے خون پھر بہنے لگا۔ آپ نے آپ کو دوبارہ داغ دیا۔ اس سے خون تو رک گیا مگر ہاتھ پر درم زیادہ ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ اے اللہ! اس وقت تک میری روح پرداز نہ ہو جب تک بنی قریظہ کی طرف سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ یعنی ان کی شرارت کی سزا دیکھنے کے بعد مجھے موت آجائے۔ چنانچہ ان کی رگ کا خون بند ہو گیا اور ایک بوند بھی نہ نکلا، یہاں تک کہ بنو قریظہ محاصرہ سے عاجز آکر سرکارِ دو عالم ﷺ کے حکم پر اس شرط کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہمارے لیے جو تجویز کریں وہی کارروائی ہم سے کی جائے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے شریعت کے موافق ان کے مقدمہ میں یہ فیصلہ دیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! تم نے اس مقدمہ میں خدا کے حکم کے موافق فیصلہ دیا ہے۔ ان لوگوں کی تعداد چار سو تھی۔ حسب فیصلہ مذکورہ جب ان کے قتل سے فراغت ہو گئی تو ان کی وہ ہفت اندام کی رگ پھر پھٹ پڑی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی صحت کا بھی اقبال و اقرار کیا ہے۔

اس قصہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں درج ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے خیال سے ہماری اور مشرکینِ قریش کی جنگ موقوف ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد کوئی معرکہ نہیں ہوا۔ اور فتح مکہ میں چھوٹی سی نبرد آزمانی اور چھیڑ چھاڑ ہوئی تھی جس کو عربی زبان میں ”مقاتلہ“ کہتے ہیں۔ دوسری کرامت جاری خون کا بند ہو جانا، تیسری کرامت بند خون کا بہنے لگنا۔ اور راوی کا فَلَماً فَرَّغَ کا لفظ استعمال کرنا صرف اختصارِ بیان کے لیے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فَلَماً فَرَّغَ وَدَعَا بِمَا فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ فَانْتَقَلَ۔

### کراماتِ حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ

۶۲، ۶۳. رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ فَكَانَتْ تَقُولُ: مَا رَأَيْتُ أُسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُصِيبٍ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ

يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ، وَإِنَّهُ لَمَوْثِقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقُهُ رَزَقَهُ اللَّهُ.

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک طویل قصہ میں بیان کیا ہے کہ وہ خاتون جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے وہ کہتی تھی کہ میں نے کسی قیدی کو حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھا نہیں دیکھا (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خُصیب مکہ معظمہ میں کافروں کی قید و بند میں تھے)۔

نیز انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کو جب کہ وہ لوہے کے بچھرہ میں مقید تھے اور کہیں آجانہ سکتے تھے اور اس وقت مکہ معظمہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا انھیں انگوڑ کے خوشے کھاتے ہوئے دیکھا، اور ان کا وہ کھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق تھا۔

حضور ﷺ نے اصحاب سے فرمایا: ہے کوئی جو خُصیب کی لاش کو سولی پر سے اتار لائے؟ چنانچہ حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما نے اس کام کا اقرار کیا اور پھر روانہ ہو گئے۔ وہ رات کو چلتے اور دن کو چھپ رہتے۔ چنانچہ وہ اس سولی کے پاس پہنچ گئے جہاں چالیس محافظ موجود تھے لیکن سب کے سب سو رہے تھے۔ ان دونوں نے حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ لیا۔ اگرچہ حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کے قتل کو چالیس دن گذر چکے تھے لیکن ان کا جسم بالکل تازہ تھا۔ زخموں سے خون ٹپک رہا تھا اور مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ صبح کے وقت جب قریش کو اس کی خبر ہوئی تو چاروں طرف شتر سوار دوڑا دیے۔ کچھ شتر سواروں نے آپ دونوں کو آلیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر لاش کو فوراً زمین پر رکھ دیا اور زمین انھیں نکل گئی۔ اسی لیے تو حضرت خُصیب رضی اللہ عنہ کو ”بلع الارض“ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کفار کی طرف منہ کر کے کہا کہ میں زبیر بن العوام ہوں اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب میری ماں ہیں اور یہ میرے رفیق حضرت مقداد بن الاسود ہیں۔ تمہارا جی چاہے تو تیروں سے اور کہو تو اتر کر نیزے اور تلوار سے لڑیں، اور چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔ چنانچہ وہ شتر سوار کافر واپس ہو گئے۔

ان دونوں حضرات نے حضور اقدس ﷺ سے کل کا مجرا بیان کیا اور اسی وقت آپ حضرت ﷺ سے جبرئیل امین علیہ السلام نے مجلس میں حاضری دے کر کہا کہ سرکار! آپ کے ان

دونوں اصحاب کی فرشتوں میں تعریف ہو رہی ہے۔

مندرجہ ”تاریخ حبیب اللہ“ کے اس قصہ پر بندہ مطلع نہیں ہوا مگر چوں کہ ”تاریخ حبیب اللہ“ نہایت معتبر کتاب ہے، پس موجودہ کتاب سے اس قصہ کی نقل کافی ہے۔

### کراماتِ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ

۶۴، ۶۵. رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ: وَبَعَثَ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتُوهُمُ بِشَيْءٍ مِّنْ جَسَدِهِ يَعْزِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِّنْ عَظْمَانِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الذُّبُرِ فَحَمَّتْهُ مِنْ رُؤُوسِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ بَلَّ

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک قصہ کے تحت روایت کی ہے کہ کفار قریش نے اپنے ایک دستہ کو حضرت عاصم کی لاش میں سے کوئی ٹکڑا کاٹ لانے کے لیے بھیجا تا کہ اس عضو بدن کو دیکھ کر ان کے قتل کا یقین ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے دل کو ٹھنک بھی ہو جائے کہ یہی وہ عاصم ہیں جنہوں نے ہمارے ایک بڑے آدمی کو جنگِ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ اس دستہ کے پہنچتے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے متحمل ساتھیوں کی لاشوں پر شہد کی مکھیاں کو بادل کی طرح بھیج دیا جنہوں نے ان شہیدوں کی لاش کو ان سے محفوظ کر دیا اور وہ کافر کچھ بھی نہ کر سکے۔

بخاری شریف کے حاشیہ پر حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ نے یہ مضمون بھی لکھا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے حق تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا تھا کہ کوئی مشرک ان کو چھو نہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ قصہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے معاہدہ کے مد نظر اپنے مسلمان بندہ کی اس کے انتقال کے بعد بھی حفاظت کی۔ بظاہر اگرچہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا لیکن پروردگار نے اس کی حفاظت کی اور اس کے جسدِ اطہر کو کوئی کافر ہاتھ تک نہ لگا سکا اور آپ کا عہد بھی پورا ہو گیا۔ یہ سب آپ کی کرامتیں تھیں۔

## کرامات حضرت انس رضی اللہ عنہ

۶۶. عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيْعَ عَمَّتُهُ كَسَرَتْ ثِيْبَةً جَارِيَةً فَطَلَبُوا إِلَيْهَا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَعَرَضُوا الْأَرْضَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلَّا الْقِصَاصَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ نَضْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُكْسِرُ ثِيْبَةَ الرُّبَيْعِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ ثِيْبَتَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بُرْءَ لَهُ

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھے روایت کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے کسی لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اس لڑکی والوں سے معافی مانگی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ تم لوگ دیت یعنی دانت کے بدلہ میں دانت لینے کے بجائے کچھ رقم لے لو۔ اس پر بھی ان لوگوں نے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی دینے اور دیت قبول کرنے پر انکار کرتے ہوئے قصاص طلب کیا۔ چنانچہ بحکم قرآن کریم سرورِ عالم ﷺ نے قصاص ہی کا حکم دیا۔ اس پر حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میری پھوپھی حضرت ربیع کا اگلا دانت توڑ دیا جائے گا؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ان کا دانت تو توڑ انہیں جائے گا۔ آپ کا یہ قول شریعت کے مقابلہ میں انکار کے طور پر نہیں تھا بلکہ غلبہ حال میں ایسا توکل اور بھروسہ غالب ہوا تو قسم کھالی اور سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل میں معافی ڈال دیں گے یا پھر یہ لوگ دیت قبول کر لیں گے۔ اس پر سرورِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے۔ اس پر ان لوگوں نے خوش ہو کر دانت کا بدلہ معاف کر دیا۔ اسی واقعہ پر سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔

ایسی قسم صرف غلبہ حال و کیفیت میں ہوتی ہے۔ جب تک ہر شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ جیسی کیفیت و صلاحیت پیدا نہ کر لے اس کو ہرگز ایسی قسم نہ کھانا چاہیے۔

### کرامات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۶۷. رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ: أَمَا وَاللَّهِ لَا دُعُونَ بِثَلَاثٍ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسَمْعَةً فَأَطِلْ عُمُرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِضُهُ بِالْفِتَنِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطَّرِيقِ يَغْمِزُهُنَّ بِـ

امام بخاری رحمہ اللہ ایک طویل قصے میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص کے لیے بددعا کرتا ہوں جس نے میری تین باتوں کی جھوٹی شکایت کی تھی۔ اے اللہ! یہ تیرا جھوٹا بندہ جو مکاری سے شکایتیں سنانے کے لیے کھڑا ہوا ہے اس کی عمر دراز کر دے، اس کی محتاجی میں اضافہ کر دے، اور اس کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس دعا کے بعد لوگوں نے اسے دیکھا کہ جب اس سے خیریت دریافت کی جاتی تو وہ بوڑھا پھونس جواب دیتا: میں بالکل بڑھا ہو گیا ہوں، میری عقل ماری گئی ہے اور مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ حضرت عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے بڑھے کو اس حال میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کو اس کی دونوں بھوؤں نے بالکل چھپالیا تھا اور وہ راستہ چلتے لوٹ پیوں، باندیوں کو روکتا تھا اور اتنا بے حیا ہو گیا تھا کہ راستہ ہی میں پھیچر چھاڑ کرتا اور افلاس و غربت کی وجہ سے وہ اسی قسم کی ذلیل حرکتیں کیا کرتا تھا۔ وہ اگر مال دار رہتا تو اس میں شرم و لحاظ کا کچھ اثر رہتا۔ الحاصل حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ تینوں باتیں دراز کی عمر، افلاس اور فتنہ میں مبتلا ہونا درگاہ خداوندی میں مقبول ہو گئیں۔



۶۸. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضُ يَقَاتِلَانِ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلَ وَلَا بَعْدَ، يَعْنِي جَبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یومِ اُحد میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے دائیں اور بائیں دو سفید پوش لوگوں کو دیکھا جو بڑی سخت جنگ لڑ رہے تھے۔ ایسے جنگ جو میں نے نہ تو پہلے دیکھے اور نہ بعد میں، اور یہ دونوں سفید پوش حضرت جبرائیل و میکائیل علیہ السلام تھے۔

### کرامات حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ

۶۹. رَوَى الْوَاقِدِيُّ فِي "كِتَابِ الْمَنَازِي" قَالَ: وَكَانَ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي عَامِرٍ ؓ تَزَوَّجَ جَمِيلَةً بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بِنِ سُلُولٍ وَدَخَلَ عَلَيْهَا لَيْلَةَ قِتَالِ أُحُدٍ بَعْدَ أَنْ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَصْبَحَ جُنُبًا وَأَخَذَ سِلَاحَهُ وَلَحِقَ بِالْمُسْلِمِينَ. وَأُرْسِلَتْ إِلَى أَرْبَعَةٍ مِنْ قَوْمِهَا فَأَشْهَدَتْهُمْ إِنَّهُ قَدْ دَخَلَ بِهَا، فَسَأَلُوَهَا، فَقَالَتْ: رَأَيْتُ فِي لَيْلَتِي كَأَنَّ السَّمَاءَ فُتِحَتْ ثُمَّ أُدْخِلَ وَأُغْلِقَتْ ذُوْنَهُ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ مَقْتُولٌ مِنَ الْغَدِ، وَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ. فَلَمَّا انْكَشَفَ الْمُشْرِكُونَ اعْتَرَضَ حَنْظَلَةُ لِأَبِي سُفْيَانَ يُرِيدُ قَتْلَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ الْأَسْوَدُ بْنُ شُعُوبٍ بِالرُّمَحِ فَقَتَلَهُ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنِّي رَأَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تَغْسِلُ حَنْظَلَةَ بْنَ أَبِي عَامِرٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ بِمَاءِ الْمُرْنِ فِي صَحَافِ الْفِضَّةِ. قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: فَذَهَبْنَا فَنَظَرْنَا إِلَيْهِ فَإِذَا رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً، قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ. انتهى۔

حافظ حدیث علامہ واقفی رحمہ اللہ نے ”کتاب المعازی“ میں لکھا ہے کہ حضرت حظلہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جلیلہ رضی اللہ عنہا دختر عبد اللہ بن ابی بن سلول سے شادی کی اور سرکارِ دو عالم ﷺ سے اجازت لے کر جنگِ اُحد کی ایک رات اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے اور اسی حالتِ جنابت میں صبح سویرے ہتھیار لگا کر مسلمانوں کی فوج میں پہنچ گئے۔ ادھر ان کی نئی دلہن نے اپنی قوم کے چار آدمیوں کے پاس اطلاع بھیجی کہ میرے خاوند ہم بستی کے بعد جہاد میں چلے گئے (اور لوگوں کو اس لیے گواہ کر لیا تا کہ صلہ جانے کی صورت میں کسی کو کوئی بات کہنے کی گنجائش نہ رہے۔ جس کو پہلی نے کتاب ”الروض الانف“ میں بھی ذکر کیا ہے)۔ لوگوں نے اس نئی دلہن سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں کہہ رہی ہو، تو اس نے جواب دیا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا آسمان کھولا گیا اس میں حظلہ داخل ہوئے اور پھر آسمان کے دروازے بند کر دیے گئے جس سے مجھے یقین ہوا کہ کل وہ شہید کر دیے جائیں گے۔ حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان نیک سیرت بی بی کا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا جن کے پیٹ سے محمد بن ثابت بن قیس ہیں۔

اور ادھر کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ نے فوج میں آتے ہی دل کھول کر ہاتھ دکھائے جس کے نتیجہ میں مشرکین کو شکست نظر آرہی تھی اور انھوں نے ابوسفیان کو (جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) مارنا ہی چاہا تھا کہ پیچھے سے اسود بن شعوب نے حملہ کر کے حظلہ کو ایسا برچھا مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حظلہ بن عامر کو نفرتی طشت یعنی چاندی کے ٹب میں جینہ کے پانی سے آسمان و زمین کے بیچ میں نہلا رہے تھے۔ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں اور یہ دیکھ کر میں نے فوراً رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضری دے کر تمام واقعہ سنایا۔ اس پر سرورِ عالم ﷺ نے ان کی بیوی کے پاس ایک قاصد بھیجا کہ ان کی حالتِ روانگی معلوم کرے۔ چنانچہ اس قاصد سے جناب جلیلہ نے کہا کہ وہ جہاد کے میدان میں گھر سے بحالتِ جنابت گئے تھے یعنی ان کو غسل کی ضرورت تھی۔

ہر وہ شخص جو بحالتِ شہید ہو جائے تو شریعتِ اسلامیہ کے مد نظر ایسے شہید کو بھی غسل دیا جانا ضروری ہے۔ چوں کہ حظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل کی ضرورت تھی اور اسلامی فوج کے کسی آدمی کو اس کی اطلاع نہ تھی کہ ان کو غسل دیتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حظلہ رضی اللہ عنہ کو غسل دلایا۔ حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ شہید کے سر کے بالوں سے پانی کی بوندیں ٹپکتے ہوئے رسول مقبول ﷺ کے سوا اور لوگوں نے بھی دیکھیں، اور یہ بھی آپ کی کرامت تھی۔

### کرامت ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ

۷۰. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يَسْتَدُ فِي إِثْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمَشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ، يَقُولُ: أَقْدِمْ حَيْزُومُ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمَشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفُهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرُّ ذَلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: صَدَقْتَ، ذَلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَاءِ الْثَالِفَةِ، فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ وَأَسْرَوْا سَبْعِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر کے دن ایک مسلمان شخص ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس نے اپنے آگے والے مشرک کے سر پر ایک کوڑا مارنے کی آواز سنی اور گھوڑے سوار کو یہ بھی کہتے سنا کہ حیزوم (جو حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) آگے بڑھ، اس کے بعد مشرک کو چت گرا ہوا دیکھا جس کی ناک چرگنی تھی اور چہرہ لبو لہان ہو گیا تھا جیسا کہ خوب زور سے کوڑے مارنے کی وجہ سے ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے ہی اس کے بدن کے سب اعضا نیلے پڑ گئے تھے۔ چنانچہ اُس انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا جس پر سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: توجع کہتا ہے۔ یہ تو تیسرے آسمان کی مدد تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس روز ستر مشرکوں کو قید کیا اور ستر

کافروں کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ اس کو امام مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔

## کرامات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۷۱، ۷۲۔ فِي "الْمَشْكَاةِ" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ

قَالَ: وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ ۚ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”مشکوٰۃ“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بروایت امام بخاری رحمہ اللہ مروی ہے کہ

انھوں نے فرمایا کہ ہم کئی صحابی جو کھانا کھا رہے تھے ہم نے سنا کہ وہ غذا جو ہم کھا رہے تھے وہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہی تھی، یعنی وہ کھانا سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہا تھا۔

ابو نعیم نے ”دلائل النبوة“ میں ایک طویل قصہ کے تحت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے سامنے چھوڑے کے پیڑوں میں سے ایک کالا

بادل اٹھا جس سے مجھے خوف ہوا کہ حضور ﷺ کو اس سے کوئی صدمہ پہنچے لیکن آپ کا یہ حکم یاد

آنے پر کہ اس جگہ سے مت ہٹنا میں اپنی جگہ جما رہا اور اسی حالت میں، میں نے سنا کہ آپ

نے فرمایا: بیٹھ جاؤ تو وہ سارا بادل بیٹھ گیا اور صبح ہوتے ہوتے وہ پورا بادل چھٹ گیا۔ صبح کو

رسول اللہ ﷺ کی اس جگہ تشریف آوری پر میں نے اپنا اندیشہ اور پورا واقعہ سنایا تو سرکارِ

دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نصیبین“ کے جن تھے جو مجھ سے ملنے آئے تھے۔

چوں کہ جنات کو دیکھنا خلافِ عادات ہے اس لیے اس کو بھی خوارق میں شمار کیا گیا۔

## کرامات حضرت اُسید بن حفصہ و عباد بن بشر رضی اللہ عنہما

۷۳، ۷۴۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَادِ بْنِ بَشْرٍ تَحَدَّثَا

عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ

شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَبَيْدَ كُلِّ

وَاحِدٍ مِنْهُمَا غَصِيَّةٌ، فَأَضَاءَتْ غَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشِيَ فِي ضَوْئِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخِرِ غَصَا فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ غَصَا حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ ۖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے جناب اُسید و عہاد رضی اللہ عنہ نے اپنی کچھ ضرورتیں ظاہر کیں جس میں کچھ رات ہوگئی۔ رات بہت ہی تاریک تھی۔ چنانچہ وہ دونوں اسی اندھیرے میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ ان کے ہاتھوں میں لاشیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کی لاشی روشن ہوگئی اور لائین کا کام دینے لگی جس کی روشنی کی مدد سے دونوں چلنے لگے۔ جب ایک کا راستہ ختم ہو گیا اور دوسرے کو آگے جانا تھا تو اس روشن عصا نے اس دوسرے کی لاشی کو بھی روشن کر دیا اور یہ دوسرا بھی اپنے گھر کو روانہ ہو گیا، اور یہ دونوں آدمی اپنی اپنی لاشی کی روشنی میں اپنے اپنے ہاں بچوں میں پہنچ گئے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

اس قصہ میں دو کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بغیر کسی تیل بتی کے ایک لاشی روشن ہوگئی، اور دوسری کرامت یہ کہ ایک لاشی سے دوسری لاشی جس میں کوئی الیکٹرک کرنٹ نہیں تھا وہ بھی روشن ہوگئی، اور رات کے اندھیرے سے ان دونوں حضرات کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

### کراماتِ پدرِ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

۷۵. عَنْ جَابِرٍ ۖ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ أَحَدُ دَعَائِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أَرَانِي إِلَّا مَفْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ، وَدَفَنْتُهُ مَعَ آخَرٍ فِي قَبْرِ ۖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگِ احد کے وقت ایک رات مجھے میرے پدر

بزرگوار نے طلب کر کے فرمایا: کل اصحاب رسول اللہ ﷺ کی شہادت میں سب سے اول میری شہادت واقع ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تم ہو۔ سنو! مجھ پر ایک آدمی کا قرضہ ہے وہ تم ادا کر دینا اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ صبح کو میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے میرے والد ماجد ہی نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ میں نے ان کو اور ان کے ایک ساتھی کو جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک ہی قبر میں سپرد خاک کیا۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔  
یہ الہام کشفی دراصل کرامت ہی کرامت ہے۔

### کراماتِ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم

۷۶. عَنْ عَائِشَةَ ۙ قَالَتْ: لَمَّا أَرَادُوا غُسْلَ النَّبِيِّ ۖ قَالُوا: لَا نَذَرِي أَنْ جَرِدَ رَسُولُ اللَّهِ ۖ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللَّهُ عَلَيْهِمُ الثُّومَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَذَرُونَ مَنْ هُوَ: اِغْسِلُوا النَّبِيَّ ۖ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ. فَقَامُوا فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قِمِيصُهُ، يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَذَلُّكَوْنَهُ ۚ رَوَاهُ السَّيْهَقِيُّ فِي "ذَلَالِ النَّبُوَّةِ".

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف پر جب آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیں جیسا کہ عام طور پر اپنی میوں کے ساتھ کرتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو نہلائیں۔ اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو رہا تھا کہ اللہ نے ان پر نیند کو اس طرح مسلط کر دیا کہ ہر ایک کی ٹھڈی اس کے سینہ پر ہو گئی۔ یعنی وہ سب سو گئے اور اسی حالت میں مکان کی ایک سمت سے کسی کو کہتے ہوئے سنا جس کو کسی نے نہیں دیکھا اس نے کہا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو اس طرح نہلایا کہ آپ جو کرتہ پہنے

ہوئے تھے اس پر پانی ڈالتے اور اسی کرتہ پر سے آپ کے جسدِ مبارک کو ملتے جاتے تھے۔  
”وَالْأَمَلُ النُّوَّةُ“ میں علامہ بیہقی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

### کراماتِ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا

۷۷. عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ وَأُسِرَ، فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَارِثِ! أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَيْتٌ وَكَيْتٌ، فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا يَسْمَعُ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ إِلَى ابْنِ مَنكِدَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَفِينَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَوْرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَ غَلَامٍ تَحْتَ أَيْكٍ مَرْتَبَةِ سِرْزَمِينَ رُومٍ فِي أَسْوَاقِ لُشْكَرٍ كَارِاسَةً يَهْوِلُ كَيْتٌ۔ وہ راستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنانِ اسلام نے انھیں گرفتار کر لیا۔ ایک دن وہ قید سے بھاگ کر راستہ ڈھونڈ رہے تھے کہ ان کی ایک شیر سے ٹک بھڑ ہو گئی۔ چناں چہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے اس شیر کو کنیت سے پکار کر کہا: اے ابوالحارث! سن میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں اور میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ ہوا ہے۔ جنگل کا شیر یہ سن کر خوشامد میں لگ گیا اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر دم ہلانے لگا اور پھر ان کے برابر چلنے لگا۔ اسے جب کوئی آواز سنائی دیتی تو وہ فوراً ادھر کا رخ کر لیتا اور پھر آپ کے ساتھ بغل میں چلنے لگتا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا اپنے اسلامی لشکر میں پہنچ گئے تو شیر ان کو پہنچا کر واپس لوٹ گیا۔

اس واقعہ کو کتاب ”شرح السنہ“ میں بیان کیا گیا ہے۔

### کراماتِ سیدتنا اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۷۸. عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا فَشَكُّوا

إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ، فَفَعَلُوا فَمُطِرُوا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَاسْمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسَمِيَ عَامُ الْفَتْحِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۝

حضرت ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت کال آیا تو ان قحط زدہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا کہ اس قحط سے ہم لوگ بہت پریشان ہو گئے ہیں۔ اس پر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مزار مبارک کی طرف دیکھو اور گنبد خضرا میں آسمان کی طرف کو ایک آر پار سوراخ کر دو تا کہ دونوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ رہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا کہ خوب بارش ہوئی۔ اتنا بینہ پڑا کہ گھاس جم آئی اور اونٹ اتنے موٹے ہوئے کہ چربی کی وجہ سے پھٹ پڑے اور اس کا نام ”عام فتن“ رکھا گیا۔ اس قصہ کو دارمی رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

۷۹ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ: فَقَالَ (النَّبِيُّ ﷺ) يَا أُمُّ سَلَمَةَ! لَا تُؤْذِنِي فِي عَائِشَةَ؛ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا ۝

ایک طویل قصہ کے تحت درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! تم عائشہ سے کوئی بُرا برتاؤ کر کے مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم! بی بی عائشہ کے پاس لینے کی حالت میں مجھ پر اللہ کی وحی آتی رہی۔ ان کے سوا کسی دوسری بی بی کے پاس لینے رہنے کی حالت میں کوئی وحی نہیں آئی، اور وہ تم سب میں ایک اچھی خاتون ہیں۔

اللہ اللہ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرامت اور بزرگی کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کو کوئی بات ناگوار ہونے سے سرکارِ دو جہاں کو صدمہ ہوتا ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ایک دین دار کی تکلیف و اذیت سے دوسرے دین دار کو رنج، دکھ، غم اور اندوہ و ملال ہوا ہی کرتا ہے۔

۸۰. قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا: يَا



عَائِشَةُ! هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرُوكَ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ  
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى!

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا:  
اے عائشہ! یہ جبریل تم کو سلام کر رہے ہیں۔ میں نے جواباً کہا: ان پر اللہ کی سلامتی و رحمتیں  
اور برکتیں ہوں۔ اے حضور! آپ ان کو دیکھتے ہیں اور میں نہیں دیکھ سکتی۔

یعنی جس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ کے ذریعہ حضرت جبریل علیہ السلام نے سلام کہلوا یا اسی  
طرح ان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب بھجوایا۔ اور چوں کہ عورت کسی مرد کو نہیں  
دیکھتی ہے اس لیے آپ نے بھی ان کو جھانکا تا کا نہیں۔ اس حدیث سے بھی حضرت عائشہ  
صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عالم بالا کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا تعلق ظاہر ہوا کہ فرشتے تک آپ کو سلام کرتے  
تھے۔ یہ بھی آپ کی کرامت ہے۔

### کراماتِ سیدتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

۸۱. عَنْ خَدِيجَةَ ۞ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا ابْنَ عَمٍّ هَلْ  
تَسْتَطِيعُ أَنْ تُخْبِرَنِي بِصَاحِبِكَ الَّذِي يَأْتِيكَ إِذَا جَاءَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ.  
فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَهَا إِذْ جَاءَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَذَا  
جِبْرِيلُ قَدْ جَاءَ نَبِيَّ، فَقَالَتْ: أَتَرَاهُ الْآنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: اجْلِسْ  
عَلَى شِقِّي الْأَيْسَرِ، فَجَلَسَ، قَالَتْ: هَلْ تَرَاهُ الْآنَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ:  
فَاجْلِسْ عَلَيَّ شِقِّي الْأَيْمَنِ، فَجَلَسَ، فَقَالَتْ: هَلْ تَرَاهُ الْآنَ؟ قَالَ:  
نَعَمْ، قَالَتْ: فَتَحَوَّلْ فَاجْلِسْ فِي حِجْرِي، فَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
فَجَلَسَ، فَقَالَتْ: تَرَاهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَحَسَّرْتُ وَأَلْقَتْ حِمَارَهَا،  
فَقَالَتْ: هَلْ تَرَاهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَتْ: مَا هَذَا شَيْطَانٌ إِنَّ هَذَا لَمَلَكٌ، يَا  
ابْنَ عَمٍّ اثْبُتْ وَأَبْشِرْ ثُمَّ آمَنْتُ بِهِ وَشَهِدْتُ أَنَّ الَّذِي جَاءَ بِهِ الْحَقُّ!

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے (عرب کی عادت کے موافق کہ مخاطب کو چچا کے بیٹے یا بھتیجا سے خطاب کرتے ہیں اگرچہ درحقیقت یہ رشتہ نہ بھی ہو) کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! آپ کے وہ دوست جو آپ کے پاس ہمیشہ آتے ہیں یعنی جبریل امین، اب جو آئیں تو مجھے ان کے آنے کی اطلاع دے سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ ابھی آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے آجانے کی آپ نے ان کو اطلاع کر دی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ذرا میرے بائیں جانب بیٹھ جائیے، جب سرکارِ دو عالم ﷺ بائیں جانب بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ کیا اب آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے کہا: ہاں۔ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو ذرا اب میرے سیدھی طرف تشریف رکھیے۔ آپ بی بی کی سیدھی طرف آ بیٹھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پھر پوچھا کہ اب بھی آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر سے دوپٹہ اتارا اور سر کو کھول کر پوچھا: کیا اب بھی دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اب تو نہیں۔ اس پر خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ شیطان نہیں ہے بلکہ درحقیقت فرشتہ ہے۔ اب آپ مطلق نہ گھبرائیں اور حق پر ثابت قدم رہیں اور خوش ہو جائیں کہ نبوت جیسی نعمت سے آپ کو سرفراز فرمایا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ پر ایمان لائیں اور اس بات کی شہادت دی کہ آپ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے ہیں وہ بالکل سچ ہے۔

چوں کہ ابتدائے نزول وحی میں سرکار کو کچھ گھبراہٹ ہونے پر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسکین و تسلی دی تھی تاکہ طبیعت کو قرار آجائے اور اس مرتبہ بھی اپنی فطرت کو کام میں لائیں۔ تسلی دینے والا تسلی دینے کی وجہ سے جس کو وہ تسلی دے اس سے کبھی بھی وہ افضل و اعلیٰ نہیں بن سکتا، بلکہ ایک چھوٹا اپنے بڑے کو اس لیے بھی تسلی دیتا ہے کہ اس کو اس کے امور مستحضر اور یاد آجائیں۔ اس حدیث سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا یہ برتاؤ بذریعہ الہام ہونا ثابت ہے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ عقل و سمجھ کے ذریعہ ہرگز ایسے لطیف اور دقیق امور کا استفادہ نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ تمام کیفیات الہام کے ذریعہ پیدا ہوتی ہیں، اور الہام نام ہے خرقِ عادت اور کرامت کا۔

۸۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۞ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۞: أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْكَ وَمَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ ۚ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھ سے آکر کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس بی بی خدیجہ آ رہی ہیں اور ان کے ہاتھ میں جو برتن ہے اس میں سالن، کھانے کی چیز اور کچھ پینے کی چیز ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہہ دیجیے کہ اللہ میاں نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہہ دیجیے کہ آپ خوش ہو جائیے، آپ کے لیے جنت میں ایسا مکان ہے جو موتیوں کا بنا ہوا ہے۔ جہاں کوئی شور و غل نہیں ہے اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر آنا آپ کی بزرگی اور اللہ تعالیٰ سے بچے لگاؤ کی کھلی دلیل ہے۔ چوں کہ عام طور پر بندوں سے اللہ بزرگ و برتر کا یہ برتاؤ انہیں نہیں ہے۔ اور یہ تمام خرقِ عادت آپ کی کرامتیں تھیں۔

کراماتِ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام

۸۳. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ۞ قَالَتْ: امْتَنَكَ فَاطِمَةُ شَكْوَاهَا الَّتِي قُبِضَتْ فِيهَا، فَكُنْتُ أَمْرُضُهَا فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا كَأَمَلٍ مَا رَأَيْتُهَا فِي شَكْوَاهَا بِلَئِكَ، قَالَتْ: وَخَرَجَ عَلَيَّ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَتْ: يَا أُمُّهُ اسْكُبِي لِي غُسْلًا، فَاغْتَسَلْتُ كَأَحْسَنِ مَا رَأَيْتُهَا تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمُّهُ!

أَعْطَيْنِي نِيَابِي الْجُدُذَ. فَأَعْطَيْتَهَا فَلَبِسْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ لِي: يَا أُمَّةُ  
إِجْعَلِي لِي فِرَاشِي فِي وَسْطِ الْبَيْتِ، فَفَعَلْتُ، فَاضْطَجَعْتُ وَاسْتَقْبَلَتِ  
الْقَبْلَةَ وَجَعَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ خَدِّهَا، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أُمَّةُ إِنِّي مَقْبُوضَةٌ الْآنَ  
قَدْ طَهَرْتُ الْآنَ فَلَا يَكْشِفُنِي أَحَدٌ، فَقُبِضَتْ مَكَانَهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ  
عَلِيٌّ فَأَخْبَرْتُهُ بِهَا

حضرت اُمّ سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی بیماری میں مبتلا ہوئیں جس میں  
ان کو موت آگئی۔ وہ بیمار تھیں اور میں بیمار دار تھی۔ ایک دن صبح سویرے میں نے انھیں  
دیکھا کہ ان کو افاقہ نظر آ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کام سے باہر گئے ہوئے تھے کہ حضرت  
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر کہ اے اماں! میں نہانا چاہتی ہوں میرے لیے نہانے کا پانی اٹھیل  
دو۔ میں نے پانی تیار کر دیا اور جس طرح وہ سدرستی میں نہاتی تھیں ویسے ہی خوب نہائیں، پھر  
انھوں نے نئے کپڑے مانگے، میں نے ان کو کپڑے بھی دے دیے جو انھوں نے خود پہن کر  
کہا: امی! اب ذرا آپ میرے لیے گمر کے بچوں بچ بچو نا بچا دیجیے۔ میں نے یہ بھی کر دیا۔  
بس وہ بستر پر جالیش اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنا ایک ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ کر کہا:  
اے امی جان! اب میں اللہ تعالیٰ سے ملنے جا رہی ہوں اور بالکل پاک ہوں۔ اب کوئی  
بلا ضرورت مجھے کھولے نہیں۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے  
آنے کے بعد پورا واقعہ میں نے ان سے کہہ سنایا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب و فضائل اور تفصیلی حالات کتاب ”مناقب فاطمہ رضی اللہ عنہا“  
مؤلفہ احمد حسن صاحب سنہی میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ”مسند  
حنبل“ میں حضرت ابو نعیم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کپڑے دینے اور  
ان کا بستر بچانے والی خاتون کا نام زوجہ ابی رافع ہے ہمیں تو اس کرامت کے ضمن میں یہ بتانا  
ہے کہ حضرت خاتون جنت جو مرض الموت میں تھیں ان کو قریب موت کا کشف الہامی ہوا۔  
چنانچہ وہ سدرستوں کی طرح نہا دھو کر، نئے کپڑے بدل کر خدا سے ملنے کے لیے تیار ہو گئیں جو

اُن کی کرامت ہے۔ کتاب ”اسد الغابہ“ جلد پنجم، صفحہ ۵۲۲ پر لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس طرح غسل سے آپ کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ آپ کو غسل میت نہ دیا جائے، بلکہ ایک دوسری روایت میں حضرت اسماعیل سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب میں مر جاؤں تو اے اسماء! تم اور علی مجھے نہلا لیں اور اس کے سوا میرے غسل میں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

الحاصل آپ کو مرنے سے پہلے اپنی موت کا الہام ہوا جو آپ کی کرامت ہے۔

۸۴. عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِّنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: يَا أَهْلَ الْجَمْعِ! عُضُّوا أَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ حَتَّى تَمُوتَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہے گا: اے حاضرین! اپنی آنکھیں بند کرلو، اس لیے کہ حضرت فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ ادھر سے گزر رہی ہیں۔

اللہ اللہ! آپ کی بزرگی اور بلندی درجات کہ قیامت کے دن بھی آپ کی یہ عزت ہوگی کہ آپ کی خاطر داری کے لیے الگ الگ احکام جاری ہوتے رہیں گے۔

۸۵. عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: إِنَّ اللَّهَ يَغْضِبُ لِعُضْبِكَ وَيُؤْضِي لِرِضَاكَ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہاری خفگی سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جاتا ہے اور تمہاری رضامندی سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔

یعنی اگر تم کسی سے ناراض ہو جاؤ اور اس پر خفا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی غضب ناک ہو کر اس شخص پر قہر و غضب کی بجلیاں گراتا ہے، کیوں کہ تم کسی سے ناحق ناراض نہیں ہوتی ہو، اور جس سے تم رضامند ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو کر اس پر اپنے انعام و اکرام کے بادل برساتا ہے، کیوں کہ تم بے موقع و محل کسی سے راضی و خوش نہیں ہوتی ہو۔ تمہارا غصہ اور تمہاری رضامندی سب کچھ اللہ کے واسطے ہے۔ اس لیے تم کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت دی ہے اور

تمہارے رتبہ کو بلند کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا اللہ پاک کی خوش نودی اور آپ کی خفگی اللہ تعالیٰ کا غضب قرار دیا گیا، اس لیے کہ ان کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے نہیں تھا۔ سب لوگ اور خصوصاً عورتیں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے قدم بہ قدم چل کر اپنا رتبہ اونچا کر سکتی ہیں۔ بس عمل کی دیر ہے۔

۸۶. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قِصَّةِ طَوِيلَةٍ: فَأَنْطَلَقَ مُنْطَلِقُ إِلَى فَاطِمَةَ، فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى، وَتَبَتْ النَّبِيَّ ﷺ مَسَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسْبِيحُهُمْ بِالْح. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک طویل قصہ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں مشغول تھے تو کافروں نے سجدہ کی حالت میں آپ کے اوپر نجاست ڈال دی اور آپ کا مذاق اڑانے لگے۔ میں نے ان کافروں کو سمجھایا لیکن وہ ماننے کے بجائے الظاہر ہم ہو گئے اور فساد ہونے ہی کو تھا کہ میں نے خود کو اکیلا پا کر اس واقعہ کی اطلاع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تاکہ ان کی مغربی پر ہی یہ ظالم اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اگرچہ جھوٹی عمر کی لڑکی تھیں لیکن انھوں نے میری گفتگو کو نہایت غور سے سنا اور پھر دوڑتی ہوئی جا کر رسول اللہ ﷺ سے جب کہ آپ ابھی تک سجدہ کی حالت میں تھے اس نجاست کو اٹھا کر دور پھینک دیا اور ان کافروں سے خوشامد کی کوئی بات کہے بغیر نہایت دلیری سے گفتگو کر کے ان کو خوب خوب صلواتیں سنائیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی جو شرح کی ہے اس کا ترجمہ حسب

ذیل ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس عالی ہمتی اور قوتِ گفتار سے ان کی بزرگی اور کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے بچپن کے باوجود نہایت دلیری سے دشمنوں کو گالیاں دیں اور ان ظالموں کو آپ سے تعرض و مقابلہ کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ کوئی دشمن غصہ کی حالت میں اپنے مخالف کے بچہ کی سخت دست گفتگو اور گالیوں کو کبھی بھی اس لیے یہ کہہ کر نہیں ٹالتا کہ جانے دو بچہ ہے، اس

کی گالیاں ہی کیا، بلکہ وہ اور بھی برسرِ پیکار ہو جاتا ہے اور یہ گالیاں ایک نئی لڑائی کا پیش خیمہ ہو جاتی ہے۔ چہ جائے کہ مسلمان کے بچے دشمن یہ ظالم کافر جو لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کے عادی تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچپن کی وجہ سے آپ کی گالیوں سے خاموش بیٹھے، بلکہ آپ کی دلیرانہ گفتگو کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان ظالم کافروں کا منہ بند کر دیا۔

الحاصل حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بڑی بزرگ شخصیت تھیں اور آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں۔

### کرامتِ حضرت اُسید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ

۸۷. عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَاطِئِينَ فَتَغَشَّتُهُ سَحَابَةٌ، فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَذْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے برابر میں مضبوط رسیوں سے ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا اور یہ آدمی سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک ابر اٹھا اور وہ گھوڑے پر بھی چھا گیا۔ گھوڑا بدک رہا تھا اور بادل برابر بڑھتا جا رہا تھا۔ اس قصہ کا تذکرہ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بادل نہیں تھا بلکہ تلاوت قرآن مجید کی وجہ سے طمانیت و سکون کے فرشتے نازل ہوئے تھے۔

۸۸. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتْ الْفَرَسُ فَسَكَتْ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتْ الْفَرَسُ فَسَكَتْ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتْ الْفَرَسُ فَسَكَتْ فَسَكَتَتْ، فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْمِي قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ، وَلَمَّا أَخْرَجَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا

أَمَّا الْمَصَابِيحُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اقْرَأْ يَا بَنَ خَضِيرٍ،  
قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِينًا،  
فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظِّلَّةِ فِيهَا أَمَّا  
الْمَصَابِيحُ، فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا، قَالَ: وَتَذَرِي وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: لَا،  
قَالَ: بَلَّكَ الْمَلَائِكَةُ دَنْتَ لَصُوتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ  
إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ ۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک رات  
سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا۔ وہ دفعتاً کودا تو یہ  
خاموش ہو گئے اور وہ گھوڑا ابھی ٹھہر گیا، اور جب وہ تلاوت کرنے لگے تو گھوڑے نے پھر  
جولانی دکھائی تو یہ پھر چپ ہو گئے اور وہ گھوڑا ابھی خاموش کھڑا ہو گیا، پھر یہ پڑھنے لگے تو  
تیسری مرتبہ اس گھوڑے نے ٹاپیں مارنا شروع کر دیں تو یہ قرآن شریف پڑھنا چھوڑ کر وہاں  
سے اس لیے ہٹ گئے کہ گھوڑا ان کے چھوٹے لڑکے یحییٰ کو جو اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا،  
کہیں لات نہ مار دے جس سے بچہ کو نقصان پہنچ جائے۔ انھوں نے اپنے لڑکے کو وہاں سے  
اٹھا کر اپنا سر جو اونچا کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر سائبان کی طرح ایک چیز ہے جس میں  
چراغ جل رہا ہے۔ صبح کو یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا: تم پڑھتے جاتے  
اور برابر پڑھتے رہتے۔ انھوں نے کہا کہ میں اس بات سے ڈر گیا کہ میرا بیٹا یحییٰ جو گھوڑے  
کے قریب ہی تھا کہیں اس کو کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ اسی لیے میں نے تلاوت چھوڑ کر بچہ کی  
طرف رخ کیا اور اتفاقاً آسمان کی طرف سر اٹھانے پر اس سائبان کو دیکھا جس میں لیمپ  
روشن تھے۔ میں یحییٰ کو وہاں سے ہٹا کر نکالا تو میں نے وہ سائبان وغیرہ کچھ نہ دیکھا۔

اس پر سرکارِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔  
آپ نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کے قریب آ رہے تھے۔ اگر تم قرآن کریم  
مسلل اور برابر پڑھتے رہتے تو صبح کو تمام لوگ ان کو دیکھتے اور وہ کسی کی آنکھ سے چھپے نہ



رہتے۔ یعنی ہر ایک کو دکھائی دیتے۔ ”بخاری شریف“ کی اس متفق علیہ حدیث کو ”مسلم“ میں بھی درج کیا گیا ہے۔

## کرامت بعض اصحاب النبی ﷺ

۸۹. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَبَاءً عَلَى قَبْرِ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ التَّوْبَةِ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ﴿﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ ﷻ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بعض اصحاب نے اپنا خیمہ اس جگہ لگایا جہاں ایک قبر تھی جو انہیں معلوم نہ تھی اور اس قبر کے مردے نے سورہ تبارک الذی پڑھ کر پوری کی۔ ان اصحاب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورہ تبارک الذی انسان کو برائیوں سے روکنے والی اور سختیوں سے بچانے والی ہے۔ اس سورت نے اس قبر والے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلائی۔ اس واقعہ کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بعض اصحاب النبی ﷺ نے جیتے جاگتے اس قبر والے کی آواز سنی اور اس کی حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو خرق عادت و کرامت ہے۔

## کرامت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۹۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا فَعَلَ أُسَيْرُكَ؟ قُلْتُ: زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا، قَالَ: أَمَّا إِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، وَتَعْلَمُ مَنْ تَخَاطَبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ؟

قُلْتُ: لَا، قَالَ: ذَاكَ الشَّيْطَانُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۚ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل قصہ کے ماتحت کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمانے پر کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! اس کا ارادہ ہے کہ مجھے ایسی باتیں سکھائے گا جن سے مجھے فائدہ ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یاد رکھو جو کچھ اس نے کہا وہ تو ٹھیک ہے، لیکن وہ ہے جھوٹا۔ اور تم تین راتوں سے جس سے باتیں کر رہے ہو جانتے ہو وہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور میں تو پوری پوری اس کی حقیقت نہیں جانتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مردود شیطان ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی اس روایت حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بیان کیا گیا ہے لیکن ضرورت کے موافق اس کا تھوڑا سا وہ مضمون یہاں نقل کر دیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مردود شیطان کو گرفتار کر لینا مذکور ہے۔ شیطان کی گرفتاری یہ خرق عادت اور کرامت ہے۔

### کرامت حضرت ربیع رضی اللہ عنہ

۹۱. عَنْ رَبِيعِ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: كُنَّا أَرْبَعَةَ إِخْوَةٍ وَكَانَ الرَّبِيعُ أَخُوْنَا أَكْثَرَنَا صَلَاةً وَأَكْثَرَنَا صِيَامًا فِي الْهَوَاجِرِ، وَأَنَّهُ تُوْفِّيَ فِينَا وَنَحْنُ حَوْلَهُ، وَبَعْضُنَا مَن يَتَّبَعُ لَهُ كَفَنًا، إِذْ كَشَفَ الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ الْقَوْمُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَخَا عَبْسٍ، أَبَعَدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَقِيتُ عَزْرًا وَجَلَّ بَعْدَكُمْ فَلَقِيتُ رَبًّا غَيْرَ غَضَبَانَ فَاسْتَقْبَلَنِي بِرُوحٍ وَرِيحَانٍ وَاسْتَبْرَقَ، أَلَا وَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ ۞ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَعَجَلُونِي وَلَا تُؤَخِّرُونِي، ثُمَّ كَانَ بِمَنْزِلَةِ حَصَاءٍ رُمِيَ فِي طَسِيتٍ، فَنَمِي الْحَدِيثُ إِلَى عَائِشَةَ، أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ۞ يَقُولُ: يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي بَعْدَ الْمَوْتِ. رَوَاهُ فِي الْحِلْيَةِ ۚ

حضرت ربیع بن حراش کہتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے اور ہمارے بڑے بھائی حضرت ربیع رضی اللہ عنہ

پکے نمازی اور بڑے روزہ دار تھے۔ سردیوں، گرمیوں میں بھی وہ نقلیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ہم سب ان کے آس پاس اکٹھا تھے اور ہم ان کے لیے کفن کا کپڑا لینے آدی بھی بھیج چکے تھے کہ اچانک انھوں نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹا کر کہا کہ السلام علیکم! ہم لوگ جو عیسیٰ قوم کے ہیں جواب دیا: وعلیک السلام اے برادر عیسیٰ۔ کیا موت کے بعد بھی تم بات چیت کرتے ہو؟ حضرت ربیع نے جواب دیا: ہاں تم سے جدا ہو کر جب میں پروردگارِ عالم سے ملا تو میں نے اسے غضب ناک نہیں دیکھا۔ اس نے مجھ پر رحمت کے بادل برسا کر جنت کی خوشبوئیں، جنت کی روزی، جنت کے لباس اور دبیز ریشمی کپڑے مرحمت فرمائے۔ سنو! حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللعالمین رضی اللہ عنہ میری نماز پڑھانے کے لیے مختصر ہیں، بس اب دیر مت لگاؤ اور جلدی کرو۔ اس کے بعد وہ اس طرح ہو گئے جیسے کسی طشت میں ایک کنکری گر جائے۔ یعنی تھوڑی دیر کے لیے ان کی زبان نے حرکت کی اور پھر وہ بالکل خاموش اور بے جان ہو گئے اور پھر ان کے کفن و دفن کا انتظام کیا گیا۔

یہ قصہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا: ہاں مجھے یاد ہے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایسے آدی ہیں جو مرنے کے بعد بھی گفتگو کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو ”حلیہ“ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ربیع رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی صحابہ کی فہرست میں دیکھا تو نہیں گیا مگر دوسرے قرینوں اور اس واقعہ سے بھی آپ کا صحابی ہونا مسلم ہو جاتا ہے۔

### کراماتِ حضرت علاء بن حضری رضی اللہ عنہ

۹۲، ۹۳. عَنْ سَهْمِ بْنِ مَنجَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضَرَمِيِّ فَمِسرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا دَارَيْنِ وَالْبَحْرُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَقَالَ: يَا عَلِيْمُ! يَا حَكِيْمُ! يَا عَلِي! يَا عَظِيْمُ! إِنَّا عِيْدُكَ، اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ لَّنَا اِلَيْهِمْ سَبِيْلًا، فَتَقَحَّمْ بِنَا اَلْبَحْرَ فَخُصَّنَا، مَا بَلَغَ لِبُودُنَا اَلْمَاءُ فَخَرَجْنَا اِلَيْهِمْ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ: فَلَمَّا رَأَى عَامِلٌ كِسْرَى فَقَالَ: لَا تُقَاتِلْ هَؤُلَاءِ. فَقَعَدَ فِي سَفِينَةٍ وَلَحِقَ بِفَارِسٍ. رَوَاهُ فِي "الْحَلِيَةِ" ۱۰۰

سہم بن مغاب نے بیان کیا کہ ہم علاء بن حضری رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہو کر جب مقام دارین پہنچے جو ہندوستانی ملک اور کستوری کی بحرین میں بہت بڑی منڈی ہے اور سمندر کے ساحل پر واقع ہے۔ چنانچہ حضرت علاء بن حضری رضی اللہ عنہ نے سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ! تو جاننے والا ہے، تو حکمت والا ہے، تو قوت والا ہے، تو بہت بڑا ہے، ہم تیرے بہت معمولی بندے یہاں کھڑے ہوئے ہیں اور اسلام کا دشمن سمندر کے اس سرے پر ہے۔ اے اللہ! ان کو شکست دینے کے لیے ان کو راہِ راست پر لانے کے لیے اور ان کو اسلام کا کلمہ پڑھانے کے لیے ہم کو ان تک پہنچا دے۔

اس دعا کے بعد انھوں نے ہم کو سمندر میں اتار دیا۔ اس سمندر کا پانی ہمارے گھوڑوں کے سینہ تک بھی نہیں پہنچا اور ہم سمندر پار ہو کر اسلام کے دشمنوں پر جا ٹوٹے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان حالات کو بادشاہ کسریٰ کے عامل نے دیکھ کر اپنی فوج کے سرداروں سے کہا کہ ہم ان مجاہدوں سے ہرگز نہیں لڑ سکتے۔ ان بہادروں سے مقابلہ کی ہم کو قوت ہی نہیں رہی، اور بالآخر وہ کشتی میں بیٹھ کر فارس کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کی فوج بھی ایک دو تین ہو گئی۔

اس قصہ کو حلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

کرامت حضرت زید بن خارجہ بن زید بن ابی زبیر انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

۹۴. ذَكَرَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي "تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ" فِي تَرْجَمَتِهِ: وَإِنَّهُ الْمُتَكَلِّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ. ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَالتِّرْمِذِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ وَالبُخَارِيُّ وَالتَّطَبَّرِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ وَغَيْرُهُمْ ۱۰۰

حافظ حدیث ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”تہذیب التہذیب“ میں لکھا ہے کہ زید بن خارجہ وہ شخصیت ہے جنہوں نے مرنے کے بعد بھی گفتگو کی۔ اس کو ابن سعد، ابن ابی حاتم، امام ترمذی، یعقوب بن سفیان، بخوی، طبری اور ابو نعیم وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

زید بن خارجہ نے خلافت سوم میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

”تہذیب التہذیب“ کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس قصہ کی سند حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کی کہ زید بن خارجہ کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار تھا۔ میں نے کہا: لاؤ اتنی دیر میں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں۔ ادھر میں نماز میں لگا اور ادھر زید بن خارجہ نے اپنے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر کہا: السلام علیکم یا اہل البیت! سب لوگوں سے ان کی گفتگو ہو رہی تھی اور میں سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ رہا تھا۔

زید بن خارجہ نے اپنی دورانِ گفتگو میں کہا: لوگو! بالکل خاموش ہو جاؤ۔ سنو! رسول اللہ ﷺ نے حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ سب سے سچے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جو جسمانی طور پر تود بے پتلے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجرا میں بڑے طاقت ور اور قوت دار تھے، اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ سچے تھے، وہ جس طرح مضبوط بدن کے آدمی تھے اسی طرح احکام خدا کے اجرا میں بھی بڑے سخت اور بہت کڑے تھے۔ اور اب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی خلافت کے دو برس بیت گئے اور چار سال باقی ہیں۔ یہ بھی سچ اور صداقت کا مجسمہ ہیں۔ ان کے دورِ خلافت میں تمام معاملات اور اشیائے محفوظ پر فتنوں کا دباؤ ہے۔ اور اریس کے کنوئیں کو تو تم لوگ جانتے ہی ہو جہاں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر گئی تھی اور اسی دن سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے تھے۔

اور اے عبد اللہ بن رواحہ! تم پر خدا کی سلامتی ہو، کیا تم کو خارجہ اور سعد کے حالات معلوم نہیں۔ اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئے۔ میں تو نماز سے فارغ ہو کر یہ تمام باتیں سن ہی رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تشریف لا کر نماز جنازہ پڑھا دی۔

اس واقعہ کو کئی طریقوں سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات نے بیان کیا ہے۔<sup>۱</sup>

### کرامتِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۹۵۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ اور علامہ بیہقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ جنگِ بدر میں ایک مشرک کے قتل کرنے کے لیے جھپٹے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ شمشیر آب دار ابھی اس تک پہنچی بھی نہیں کہ اس کا سر کٹ کر نیچے گر پڑا۔<sup>۲</sup>

### کرامتِ حضرت سہل بن خنیف رضی اللہ عنہ

۹۶۔ حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن خنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنگِ بدر کی حالت یہ تھی کہ ہمارے کسی مشرک اور خدا کے باغی کے قتل کے لیے تلوار کا اشارہ کرتے ہی ہماری تلوار اس کے سر پر پڑتی تھی کہ اس بد بخت کی کھوپڑی کٹ کر دور جا پڑتی۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لیے آسمان سے فرشتے آتے تھے اور وہ ہر مسلمان کا اشارہ پاتے ہی اس مشرک کو قتل کر دیتے تھے۔

### کرامتِ حضرت ابو بردہ دینار رضی اللہ عنہ

۹۷۔ امام بیہقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے جناب رسالتِ مآب ﷺ کی خدمت میں مشرکوں کے تین سر لے جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور تیسرے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک خوش رونو جوان جو بڑا لمبا بڑکا تھا لیکن وہ ہم مجاہدوں میں کا نہیں تھا، کیوں کہ سب دوستوں کو تو میں پہچانتا ہوں۔ اس شیر مرد نے اس ناپاک کو مار کر گرایا اور میں اس گندے سر کو یہاں لے آیا ہوں۔ اس پر سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ فلاں فرشتہ تھا۔<sup>۳</sup>

## کرامتِ حضرت سہل بن عمروؓ رضی اللہ عنہ

۹۸۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن عمروؓ نے فرمایا کہ میں نے جنگِ بدر میں کچھ گورے چنے اور سرخ و سفید لوگوں کو دیکھا جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جدھر رخ کرتے صفوں کی صفیں ختم کر دیتے۔

فوجِ رواں کی طرح جدھر یہ پلٹ گئے  
مشرک سراپنا پھینک کے پیچھے کو ہٹ گئے

## کرامتِ حضرت اسامہ بن زیدؓ رضی اللہ عنہ

۹۹۔ صحیحین میں حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حضور میں جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔

## کرامتِ زنِ صالحہؓ رضی اللہ عنہا

۱۰۰۔ بیہقی رحمہ اللہ اور ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اندھی بڑھیا کے ایک نوجوان انصاری بیٹے نے وفات پائی اور بڑھیا نے اس کے منہ پر کپڑا اڑھا دیا۔

ہم اس کو صبر و تسلی دے رہے تھے۔ بیچ میں وہ کہنے لگی: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے پیغمبر کی طرف اس امید پر ہجرت کی کہ تو تکلیفوں میں میری مدد کرے۔ آج میری مصیبت کو تو ٹال دے۔ اے اللہ! محمد رسول اللہ ﷺ کا صدقہ میری مدد کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی وہیں بیٹھے تھے کہ اس مردے نے جو اپنے باپ کے لحاظ سے انصاری تھا اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا اور اپنی بڑھی مہاجر ماں سے کہا: اب تم مت گھبراؤ میں اچھا ہو گیا۔ چنانچہ ہم سب نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔

لیکن اس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے غلبہ حال میں مجبوراً دعا کی تھی اور غلبہ حال میں ہر شخص معذور ہے۔ اور اس صحابیہ کی نیت ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ ہجرت تھی تو اللہ کے لیے مگر اس کی برکت سے مقصود انسانی بھی پیش نظر تھا، اور صلوة الحاجت کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ انسان کی تکلیفیں دور ہو جائیں تاکہ وہ اطمینان سے عبادت کر سکے۔

نوٹ: ہر وہ دعا جس میں مقصد کا حصول ناممکن سا ہو وہ جائز نہیں۔

### کرامت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۰۱۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جس وقت جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے دفن میں، میں بھی شریک تھا۔ جب ان کو قبر میں رکھ دیا گیا تو انھوں نے کہا:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، عُمَرُ الشَّهِيدُ، عُثْمَانُ الْبِرُّ الرَّحِيمُ.

اس پوری شہادت کو ہم نے سنا۔ اس کے بعد ان شہید کو ویسا ہی پایا جیسا کہ وہ باتیں کرنے سے پہلے تھے، یعنی بالکل خاموش مردہ۔

### کرامت حضرت جعد بن قیس رضی اللہ عنہ

۱۰۲۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ حج کرنے کے ارادہ سے چار آدمی اپنے وطن سے روانہ ہوئے اور ملک یمن کے ایک جنگل میں جا رہے تھے کہ ہم کو یہ شعر سنائی دیے۔

اے جانے والے سوارو! جب تم زمزم اور حطیم پر پہنچو رسول اللہ ﷺ کو جنہیں خدا نے اپنا پیغمبر بنایا ہے ہمارا سلام عرض کرنا، اور یہ بھی کہنا کہ ہم آپ کے دین پر برقرار ہیں۔ آپ کے فرماں بردار اور تابع دار ہیں، اور آپ کی اطاعت کرنے کی ہم کو مسیح بن مریم علیہ السلام نے بھی وصیت کی تھی۔



## کرامت حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ

۱۰۳۔ امام احمد، بزار، ابویعلیٰ، بیہقی اور دیگر محدثین نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھے، مکہ معظمہ کے راستہ میں بمقام ”عرج“ پڑاؤ ڈالا گیا اور الگ الگ خیمے نصب کیے گئے۔

میں اپنے خیمہ سے نکل کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی ملاقات و مزاج پرسی کے لیے جب لشکر کے خیمہ میں پہنچا تو آپ وہاں نہ تھے بلکہ وہاں سے دور سامنے جنگل میں تہا تشریف فرما تھے۔ میں لپکتا ہوا جب قریب پہنچا تو شور و غوغا کی آواز میرے کانوں میں آئی۔ بس میں سمجھ گیا کہ مردانِ غیب کا ہجوم ہے اور میں وہیں دور ٹھہر گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بہت سے آدمی چیخ چیخ کر باتیں کر رہے ہیں اور جھگڑا ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ مسکراتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے وہیں جنگل میں عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیا شور تھا؟ آپ نے فرمایا: مسلمان جنوں اور کافرجنوں میں سکونت کی نزاع تھی اور دونوں گروہ چیختے ہوئے اس خرنشے کے تصفیہ کے لیے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان لوگوں کا مقدمہ سن کر یہ فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جن ”جہش“ میں اور کافر جن ”غور“ میں سکونت اختیار کریں اور آپس میں ہرگز نہ ملیں۔ اس پر وہ راضی ہو گئے اور چلے گئے۔

اس حدیث کے راوی حضرت کثیر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے تجربہ کیا کہ ملک ”جہش“ میں جن کے آسیب کے مریض کو جلدی شفا ہو جاتی ہے اور ملک ”غور“ میں جس کو آسیب گھیر لیتا ہے تو وہ اکثر ہلاک ہو جاتا ہے۔

## کرامت حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ

۱۰۴۔ فِي ”رَوْضِ الرَّيَّاحِينِ“ وَمِنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ الْمُتَّفَقِ عَلَى صَحَّتِهِ  
أَيْضًا فِي سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ ۞ الَّذِي قَالَ فِي النَّبِيِّ

اَدْعَتْ عَلَيْهِ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً  
فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاَقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا، فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا  
وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. اَخْرَجَهُ فِي  
الصَّحِيْحَيْنِ ۚ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس حدیث پر تمام علما کا اتفاق ہے اور جس کو "روض  
الریاحین" میں لکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک مکار عورت نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ پر یہ جھوٹا دعویٰ کیا  
تھا کہ انھوں نے اس کی زبردستی کچھ زمین لے لی ہے۔ اس پر حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے  
لیے بددعا کی۔ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں پھوڑ دے اور اس کو اس کی  
زمین پر ہی موت دے دے۔ بس وہ اپنی زندگی ہی میں اندھی ہو گئی، اور ایک دن جب کہ وہ  
اپنی زمین پر چل رہی تھی ناگاہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ اس قصہ کو "صحیحین" میں بھی بیان  
کیا گیا ہے۔

### کرامات حضرت سلمان و ابوورداء رضی اللہ عنہما

۱۰۵، ۱۰۶. اِنَّهُ كَانَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَابِي الدَّرْدَاءِ ۖ قَصْعَةٌ فَسَبَّحَتْ  
حَتّٰى سَمِعَا التَّسْبِيْحَ ۚ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوورداء رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں کے بیچ میں ایک  
پیالہ رکھا ہوا تھا جو "سبحان اللہ" پڑھ رہا تھا اور اس کی اس تسبیح کو دونوں حضرات نے سنا۔

### کرامت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

۱۰۷. فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ: قَالَ: مَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟ قُلْتُ: مَا كَانَ لِيْ مِنْ  
طَعَامٍ اِلَّا مَاءٌ زَمْزَمَ فَمَسْمَتْ حَتّٰى تَكْسُرَتْ عُنْكَ بَطْنِيْ، وَمَا اَجِدُ عَلٰى  
كَبِدِيْ سَخْفَةً جَوْعٍ، فَقَالَ: اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ وَاِنَّهَا طَعَامُ طَعْمٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۚ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی حدیث میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ابوذر! تم کو کھانا کون کھلاتا تھا؟ میں نے جواب دیا: حضور! مجھے کھانا تو کوئی نہیں کھلاتا تھا البتہ آپ زم زم خوب پیا کرتا تھا جس سے میں موٹا ہو گیا اور اتنا موٹا ہو گیا کہ میرے پیٹ پر بیٹیں پڑنے لگیں، اور بھوک نے میرے جگر کا فعل بھی خراب نہیں کیا۔ اس پر سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ زم زم بڑی اچھی چیز ہے اور پیٹ بھرنے کے لیے عمدہ قسم کا کھانا بھی ہے۔ اس کو ”مسلم“ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ چاہ زم زم پر ایک ماہ تک مقیم رہے۔ آپ وہاں صرف آب زم زم ہی پیتے رہے اور کوئی غذا نہیں کھائی۔ اگرچہ اس متبرک پانی کی تاثیر یہی ہے مگر ہر شخص اس کا مظہر نہیں ہو سکتا، جن کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے وہی ایسی برکتوں کے محل و مظہر ہوا کرتے ہیں۔

در بخوابی آدمیت، در رہ آن، زود زن

### کرامت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۱۰۸-۱۱۰۔ ”صحیح مسلم شریف“ میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے۔ مجھے تیس برس سے بوا سیر تھی، اس بیماری کو دور کرنے کے لیے میں نے مستوں کو داغنا شروع کیا تو فرشتوں نے مجھے سلام کرنا چھوڑ دیا، اور جب میں نے اس مکروہ فعل کو ترک کر دیا تو ملائکہ پھر مجھے سلام کرنے لگے۔

اور ”صحیح ترمذی“ میں ہے کہ عمران بن حصین کے گھر میں لوگ کسی سلام کرنے والے کو تو نہیں دیکھتے تھے مگر السلام علیکم یا عمران کی آوازیں برابر ان کو سنائی دیتی تھیں۔

”نسیم الریاض“ میں معتبر کتابوں کے حوالہ سے لکھا ہوا ہے: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے فرشتے مصافحہ کیا کرتے تھے۔

بدن کے کسی عضو کو داغنا، گودنا اور جلانا بہت ہی برا کام ہے، لیکن حضرت عمران بن حصین سے فرشتوں کا سلام، دعا، گفتگو اور مصافحہ یہ ان کی کرامتیں ہیں۔

## کرامتِ حضرت حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ

۱۱۱، ۱۱۲. أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَالْحَاكِمُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَالْحَارِثَ بْنَ كَلْدَةَ يَأْكُلَانِ حَرِيرَةَ أُهْدِيَتْ لِأَبِي بَكْرٍ، إِرْفَعُ يَدَكَ يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ، وَاللَّهِ! إِنَّ فِيهَا لَسَمَّ سَنَةٍ، وَأَنَا وَأَنْتَ نَمُوتُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَلَمْ يَزَالَا عَلَيْهِمَا حَتَّى مَاتَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ عِنْدَ انْقِضَاءِ السَّنَةِ.

ابن سعد اور حاکم رضی اللہ عنہما نے صحیح سند کے ساتھ ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے تھے اور دیا کھا رہے تھے جو تھکے کے طور پر آیا تھا۔ دیا کھاتے کھاتے اچانک حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے کہا: اے خلیفہ رسول! ہاتھ کھینچ لیجیے، اللہ کی قسم! اس حریرہ میں وہ زہر ہے جس سے سال بھر میں ہلاکت واقع ہوتی ہے۔ اب آپ اور ہم دونوں ایک ہی دن مریں گے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ دیا کھانا چھوڑ دیا، اور پھر دونوں ایک سال تک بیمار رہ کر ایک ہی دن اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں، ایک تو دیا کھاتے کھاتے بغیر کسی ظاہری سبب کے یہ معلوم کر لیا کہ اس میں وہ سلو پاؤزن ملا ہوا ہے جس کا کھانے والا ایک سال میں ہلاک ہو جاتا ہے، اور دوسری کرامت یہ کہ دونوں کی وفات ایک ہی دن ہوگی، اور یہ سب ایسا ہی ہوا جس کو قرینہ سے کوئی دوسرا معلوم نہیں کر سکتا، اور یہ کشف آپ کی کرامت تھی۔

## کرامتِ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ

۱۱۳. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فِي قِصَّةِ هَلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيَنْزِلَنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَا يُبْرِئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عليه السلام، وَفِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ

لَكَانَ لِي وَلَهَا شَانٌ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ ۞

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی پر زنا کا دعویٰ کیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ہلال! تم گواہ لاؤ ورنہ اس بہتان کی وجہ سے تم پر حد قذف جاری ہوگی، یعنی تم کو اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ اس پر حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا میں بالکل سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ عن قریب کوئی حکم بھیجے گا جو میری کمر کو حد قذف سے بری کر دے گا۔ اتنے میں حضرت جبریل آئے اور لعان کی آیت ساتھ لائے۔ یعنی وہ حکم جس سے میاں بیوی کی قسموں سے جھوٹ اور سچ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر لعان کا یہ حکم اللہ تعالیٰ نازل نہ کرتا تو میرا اور اس عورت کا معاملہ بڑا ہی سخت ہو جاتا۔ یعنی اس کو وہ سزا دی جاتی جو ولد الحرام پیدا ہونے والے لڑکے کے لیے مقرر کر دی گئی تھی۔ اس کو بخاری، ترمذی اور ابوداؤد نے بھی بیان کیا ہے۔

### کرامتِ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۱۱۴۔ ”بیہقی“ و ”نسائی“ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر خالد رضی اللہ عنہ نے جب عمارتِ عُمریٰ کو ڈھایا تو اس میں سے ایک کالی بھجنگ ننگی عورت پریشان حال اپنے سر پر ہاتھ رکھے چیختے ہوئے نکلی، ہی تھی کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور پھر آں حضرت ﷺ کے حضور میں آکر اس قصہ کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: عُمریٰ وہی عورت تھی جس کو تم نے قتل کر دیا۔ اب کبھی اس عورت کی عبادت نہ ہوگی۔ شاباش! شاباش!

عُمریٰ درخت پر بنائی ہوئی ایک عمارت تھی جس کو مشرکین اس لیے پوجتے تھے کہ اس میں سے آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ از قبیل شیاطین اس عمارت میں ایک خبیث روح تھی جو بولا کرتی تھی۔ چنانچہ وہ خبیث روح سرکارِ دو عالم ﷺ کے خوف سے انسانی صورت میں جب وہاں سے نکلی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اسی کا نام عُمریٰ تھا۔

اسی شیطانی روح کو قتل کرنا اور بت خانہ عرشی کی پھر دوبارہ عبادت نہ ہونا یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔

## کرامت حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

۱۱۵. رَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِيَثْرَ مَعُونَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمَرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ: مَنْ هَذَا؟ وَأَشَارَ إِلَى قَتِيلٍ، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ: هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لَا أَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ بِهِ

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک طویل حدیث میں روایت بیان کی ہے کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ ”میر معونہ“ میں جس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم شہید کیے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو قید کیا گیا تو ان سے عامر بن طفیل نے ایک مقتول و شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا: یہ کون ہے؟ جس پر اسیر مشرکین عمرو بن امیہ نے جواب دیا: تم نہیں جانتے؟ یہ تو عامر بن فہیرہ ہیں۔ اور عامر بن طفیل نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے اس شہید یعنی عامر بن فہیرہ کے جنازے کو آسمان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا اور پھر وہ جنازہ اتنا اونچا ہو گیا کہ آسمان و زمین کے درمیان میں اس کو دیکھ نہ سکا۔ یعنی وہ میری حد نظر سے بھی پرے ہو گیا، اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جنازہ زمین پر لا کر رکھ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے عامر بن فہیرہ کی عظمت و بزرگی دکھانے کے لیے ان کے جنازہ کو آسمان کی طرف اٹھانا دکھایا۔ یہ بھی آپ کی کرامت تھی۔

## کرامت ایک جن صحابی کی

۱۱۶-۱۱۸. أَخْرَجَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِ ”صَفْوَةِ الصَّفْوَةِ“ بِسَنَدِهِ

عَنْ سَهْلِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنْتُ فِي نَاحِيَةِ دِيَارِ عَادٍ إِذْ رَأَيْتُ مَدِينَةً مِنْ حَجَرٍ مَنْقُورٍ فِي وَسْطِهَا قَصْرٌ مِنْ حِجَارَةٍ تَأْوِيهِ الْجِنُّ، فَدَخَلْتُ فَإِذَا شَيْخٌ عَظِيمٌ الْخَلْقِ يُصَلِّي نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٌ فِيهَا طَرَاوَةٌ، فَسَلَّمْتُ، أَتَعَجَّبُ مِنْ عَظِيمِ خَلْقَتِهِ كَتَعَجَّبِي مِنْ طَرَاوَةِ جُبَّتِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، وَقَالَ: يَا سَهْلُ! إِنَّ الْأَبْدَانَ لَا تُخْلَقُ الْإِيَّابَ، وَإِنَّمَا تُخْلَقُهَا رَوَائِحُ الدُّنُوبِ وَمَطَانِمُ السُّحُوتِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْجُبَّةَ عَلَيَّ مُنْذُ سَبْعِ مِائَةِ سَنَةٍ لَقِيتُ فِيهَا عِيسَى وَمُحَمَّدًا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَأَمَنْتُ بِهِمَا، فَقُلْتُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنَ الَّذِينَ نَزَلَتْ فِيهِمْ ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ ۱۰

حافظ حدیث ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب ”صفوة الصفوة“ میں اپنی سند سے امام الاولیاء حضرت سہل بن عبد اللہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں قوم عاد کے شہروں میں شہر عاد کی ایک سرحد پر تھا جہاں میں نے تراشیدہ پتھروں کا ایک شہر دیکھا۔ یعنی اس شہر کی سب عمارتیں پتھروں کے اندر سے کھود کر بنائی گئی تھیں اور اس شہر کے پتھروں میں ایک سنگین محل تھا جس میں جنات رہا کرتے تھے۔ ایک دن میں اس محل میں گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک موٹا تازہ اور کھیم شخم پرانا بڑھا کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اور پُر رونق جبہ پہنے ہوئے ہے۔ میں اس کے بے انتہا موٹا پے اور اس کے بھڑک دار عبا پر تعجب ہی کر رہا تھا کہ اس نے نماز سے فراغت کے لیے سلام پھیرا، میں نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے مجھے سلام کا جواب دیا، اور کہا کہ اے سہل بن عبد اللہ! بدن سے کپڑے پرانے اور بوسیدہ نہیں ہو جاتے، اس لیے کہ بدن میں کوئی ایسی خاصیت نہیں کہ اس سے کپڑے پھٹ جائیں، بلکہ کپڑے تو صرف گناہوں کی بدلو اور حرام غذا کے کھانے سے بوسیدہ ہو کر پھٹ جاتے ہیں۔ اس ادنیٰ جبہ کو تقریباً سات سو سال سے پہنے ہوئے ہوں، اور میں نے اسی لباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے، اور دونوں پر ایمان بھی لا چکا ہوں۔ میں نے ان سے

پوچھا: آپ ہیں کون؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں ان میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت

نازل ہوئی ہے: ﴿قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنَّ﴾

دیکھا آپ نے ان جن صحابی نے اپنی تین کرامتوں کو ظاہر کیا۔

اول یہ کہ انھوں نے بلا میل جول کے نام معلوم کر لیا۔

دوسرے یہ بتایا کہ گناہوں کی نحوست بُری چیز ہے جس سے کپڑے پرانے ہو کر پھٹ

جاتے ہیں۔

اور تیسری کرامت یہ بتائی کہ تعجب کی کوئی بات نہیں، یہ تو سات سو سال سے بھی زیادہ

پرانا جبہ ہے، مگر برائیوں سے دور رہنے کی وجہ سے بالکل نیا معلوم ہو رہا ہے۔



## تمام شدہ

کتاب کے خاتمہ پر مولوی سید احمد سنبھلی نے تحریر فرمایا ہے کہ سرسری تلاش اور عذیم  
الفرستی میں یہ رسالہ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامتیں ہیں خدا کا شکر ہے مکمل ہو گیا،  
ورنہ ممکن تھا کہ بہت بڑا ذخیرہ کرامات کا جمع ہو جاتا، لیکن اب بھی بقدر ضرورت یہ بہت کافی  
ہے۔ جس دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کرامتیں لکھنا شروع کی تھیں اسی شب میں سیدتنا  
حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دونوں کو ایک ہی  
مبارک مکان میں تشریف فرما دیکھا اور جس طرح احادیث میں ہے ان شاء اللہ جنت میں بھی  
ایسا ہی ہوگا کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی دولت کدہ میں تشریف فرما ہوں  
گے۔ فقط۔

اسی طرح اے پروردگار! تو مجھ کو اور ان حضرات کو جو اس کو پڑھیں اور اس کے ناشرو  
ساعی کو اپنی رحمتوں سے مالا مال اور سرفراز کر دے۔ آمین یا رب العالمین الاحد  
الصمد فقط۔



